امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا انعام الحق قاسمی (یادوں کے چراغ)
- سی اے اے، این آر سی......
- قدرت نے یہ زخم دیے ہیں......
- لیبیا میں عالمی سیاست......
- کچھ دیر اللہ والوں کی صحبت میں
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 28 مورخہ ۲۸/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۲۰ء روز سوموار

عصر حاضر میں قربانی کی معنویت

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قربانی اللہ کے جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت ہے، یہی وہ ذات گرامی ہے جس نے ہم سب کو مسلمان کا نام دیا، انہوں نے دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے اپنا گھر در چھوڑا، علاقہ چھوڑا، آگ میں ڈالے گئے، بڑھاپے میں بڑی دعاؤں کے بعد اللہ نے اولاد دی تو اسے اللہ کے حکم سے وادی غیر ذی ذرع (بنجر زمین) میں اللہ کے باعظمت گھر کعبہ کے پاس چھوڑ آئے، جہاں اس وقت کھانے پینے تک کی سہولت نہیں تھی، جب نامور صاحب زادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سن شعور کو پہونچے تو ان کو اللہ کے راستے میں قربان کرنے کا حکم ہوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام احکام کی بجا آوری کرتے رہے اور اللہ کے حکم کے آگے سر جھکاتے رہے، بیٹا بھی اللہ نے حلیم، بردبار اور برداشت کرنے والا دیا تھا، اس لیے اس نے بھی صبر کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جس کی دوسری مثال معلوم تاریخ میں نہیں ملتی، نہ صرف صبر؛ بلکہ قربانی کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا کیا کرنا چاہئے، اس کے لیے ضروری مشورے بھی دیے؛ تاکہ شفقت پدری حکم رب کی ادائیگی میں مانع نہ ہو، عام طور سے ہم لوگوں کو حضرت اسماعیل کو قربانی کے لیے پیش کرنے کا واقعہ یاد ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری قربانیوں کا ذکر ذرا کم آتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی قربانی کے اعتبار سے مثالی نمونہ ہے، اسی خصوصیت کی وجہ سے درود شریف جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود بھیجنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ "اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید......الخ"

جانور کی قربانی اصلاً اس واقعہ کی یادگار ہے جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں اللہ نے دوسرا جانور جنت سے بھیج کر ذبح کروادیا تھا اور اس کو بعد میں آنے والی امت کے لیے اسوہ بنایا دیا تھا، اسی لیے قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ قربانی کا جو حکم اس امت کو دیا گیا ہے یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے، بلکہ گذشتہ تمام امتوں کے ذمہ قربانی کی عبادت تھی، اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے یہاں قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا، صرف تقویٰ پہونچتا ہے۔ قربانی اس لیے کی جاتی ہے کہ اللہ کے نزدیک قربانی کے ایام میں اس عمل سے زیادہ کچھ محبوب نہیں اور اللہ تعالیٰ نے قربانی کی صورتیں بتادی ہیں، اس لیے قربانی کے لیے وہی صورت ضروری ہے، ان ایام میں قربانی کے علاوہ دوسرے طریقہ سے روپے خرچ کرنے سے قربانی کی ادائیگی نہیں ہوگی، کیوں کہ شریعت میں مقصد کے حصول کے لیے وہ طریقہ بھی مطلوب ہے، جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

عصر حاضر کی شناخت اور پہچان مادیت سے ہے، ہر آدمی اپنی ذات، خاندان اور بال بچوں تک محدود ہو کر رہ گیا، اس کی دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے، حالاں کہ انسان صرف اس لیے مکرم نہیں ہے کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کرے، یہ کام تو جانور بھی کرلیا کرتے ہیں، انسان کی ساری عظمت اس لیے ہے کہ وہ روئے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، ساری کائنات اس کے لیے پیدا کی گئی ہے اور وہ اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، عبادت کے دائرہ میں اللہ کے نام اور دین کو بلند کرنے کی ذمہ داری بھی آتی ہے، اسے مخلوق خدا کی ضرورتوں کی تکمیل کے بارے میں بھی سوچنا ہے، وقت آجانے پر ان کاموں کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح جان ومال، خاندان، بال بچے تک کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہنا ہے، یہ مزاج جانوروں کی قربانی سے بنتا ہے، اس کے گوشت سے غریب ونادار کی غذائی ضرورت کی تکمیل بھی ہوتی ہے اور قربانی کے دنوں میں جو بندہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے اس کی ضیافت کی سبیل اور شکلیں بھی پیدا ہوتی ہیں، آدمی جانور کو محبت سے پالتا ہے، اس کے دل میں جانور کی الفت گھر کر جاتی ہے، پھر اسے ذبح کر دیتا ہے، ذبح یا تو خود کرتا ہے یا کم از کم اسے قربان ہوتا ہوا دیکھتا ہے، وہ اعلان کرتا ہے کہ میری نمازیں، میری قربانی، میری حیات وموت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، وہ جس طرح چاہے اسے استعمال میں لے آئے، یہ جذبہ بڑا قیمتی ہوتا ہے اور اس قیمتی جذبے سے دین وایمان اور شریعت کی سربلندی کے لیے بڑا سے بڑا کام لیا جاسکتا ہے، اس لیے قربانی ضروری ہے، یہ قربانی صرف جانور کی نہیں، اپنے احساسات وخیالات جو شریعت کے خلاف ہیں ان کی بھی قربانی ہے، ان تمام خواہشات نفسانی کی قربانی ہے جو اللہ ورسول کے احکام وہدایات کے خلاف ہیں، اسی لیے جب جانور ذبح ہوجاتا ہے، تو اس کی کھلی ہوئی آنکھیں ہم سے پوچھتی ہیں کہ ہم نے تو اپنے جان کی قربانی دے دی، لیکن کیا تم نے بھی اللہ کے حکم کے خلاف کر رہے اپنے اعمال کو چھوڑنے اور نفس امارہ کی قربانی کا ارادہ کیا ہے، ذرا سوچئے! ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

قربانی موٹے اور صحیح سالم جانور کی کرنے کا حکم دیا گیا، کیوں کہ خون بہا کر اور گوشت استعمال کر کے ہمارا رشتہ قربانی کے اس جانور سے ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ وہ قیامت کے دن پل صراط پر ہماری سواری کے کام آئیں گے، اس کے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہمیں ملے گی، اس لیے اچھے جانور کی قربانی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نمود ونمائش کے طور پر جانور کی قربانی کی جائے اور اخبار میں چھپوایا جائے کہ اتنے لاکھ کا جانور ہم نے قربان کیا، یہ نمود ونمائش عبادت کے اثرات اور مقاصد دونوں کو فوت کر دے گا، اسی لیے ہر حال میں اس سے گریز کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، نیت صرف گوشت کھانے اور لوگوں میں فخر وغرور کی ہوگی، تو بات وہیں پر ختم ہوجائے گی، قربانی کی ادائیگی صورتاً ہوجائے گی، واجب اتر بھی جائے گا، لیکن قربانی کے مقصد کے حصول، "تقویٰ" سے انسان دور رہ جائے گا۔

فخر وغرور، نمود ونمائش انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے، کہیں نہ کہیں ذہن ودماغ کے کسی گوشے میں کئی کئی جانور کی قربانی اور بہت قیمتی جانور کی قربانی سے تھوڑی برتری کا احساس پیدا ہوتا ہے، اس لیے تکبیر تشریق جو عید الاضحیٰ میں نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک کہلوائی جاتی ہے، اس کی بہت ساری حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جانور کی وجہ سے جو کبر پیدا ہوا ہے، وہ نکل جائے اور چوں کہ قربانی کا جانور گھر میں پہلے آتا ہے اس لیے نویں ذی الحجہ سے ہی اس کام کو شروع کروادیا جاتا ہے کہ کہو "اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر لا اله الا اللّٰه و اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر ولِلّٰه الحمد" یعنی اللہ سے سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ ان جملوں میں بندہ اللہ کی بڑائی اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، مطلب واضح ہے کہ لوگ جو ہماری قربانی کے جانور کی تعریفیں کر رہے ہیں، یا میرے دل میں جو اس کی وجہ سے احساس برتری پیدا ہو رہا ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، کیوں کہ قابل تعریف صرف اللہ کی ذات ہے، تکبیر تشریق کا اہتمام انسانی نفس کو کبر جیسے رذیل صفت سے بچا دیتا ہے، قربانی کے ایام کا یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے۔

موجودہ حالات میں لوگ یہ بھی پوچھتے رہتے ہیں کہ اگر قربانی کے بجائے اس لاک ڈاؤن کے موقع سے غریبوں کی دوسری ضروریات کی تکمیل اسی روپئے سے کردی جائے تو کیسا رہے گا؟ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ قربانی کی ادائیگی کسی دوسرے طریقے سے نہیں ہوسکتی، اپنے گاؤں، علاقے میں رکاوٹ ہو تو دوسری جگہ قربانی کروادی جائے، یہ تو ہوسکتا ہے، لیکن قربانی نہ کر کے اس کا روپیہ دوسرے کام میں خرچ کردیا جائے؛ جائز نہیں۔ البتہ جو لوگ واجب قربانی کی ادائیگی کے بعد نفل قربانی کا اہتمام کرتے ہیں، وہ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بعد نفلی قربانی والی رقم کو غریبوں کی دوسری ضرورتوں کی تکمیل کے لیے خرچ کردیں تو اس کی گنجائش ہے۔

ان دنوں ایک اور کوتاہی یہ ہو رہی ہے کہ شریعت نے قربانی کے جانور میں تین حصوں میں ایک حصہ غرباء ومساکین کے لیے مختص کیا ہے، فرج کے اس دور میں غریبوں کا حصہ بھی اسٹور (محفوظ) کرلیا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ قربانی کے گوشت کی تقسیم کا عمل بھی شریعت کے مطابق ہونا چاہئے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ قربانی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں ہے، اور نہ ہی اسے قصائی کو اجرت میں دیا جاسکتا ہے۔

اچھی باتیں

"ہر شخص کو آپ راضی نہیں رکھ سکتے، باضمیر، سچے اور بااصول لوگوں سے اکثر لوگ ناخوش اور ناراض ہوتے ہیں ● غصے کے وقت تھوڑا رک جائیں اور غلطی کے وقت تھوڑا جھک جائیں، زندگی آسان ہوجائے گی ● وضو دنیا کا سب سے سستا اور بہترین سینی ٹائزر ہے، جو انفیکشن کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی بچاتا ہے ● اللہ کو عبادت سے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو خدمت سے راضی کرلو، یہی پورے دین کا خلاصہ ہے۔" (منقول)

بلا تبصرہ

"کان پور سے پہلے ٹول پلازہ پر ٹاٹا کی گاڑی میں تھا وکاس دوبے، ٹھیک پندرہ منٹ بعد گاڑی پلٹی اور انکاؤنٹر ہوگیا، ٹول پلازہ کے ویڈیو میں وکاس ٹاٹا سفاری میں دکھا، حادثہ کا شکار ہوئی گاڑی مہندرا کی ٹی یو وی۔ ۳۰۰ ہے، گاڑی کا گیٹ نہیں کھلا اور وکاس دوبے بھاگ کھڑا ہوا، چلتی ہوئی گاڑی پلٹنے کے بعد سڑک اور گاڑی پر گھسٹنے کے نشان پڑتے ہیں، وہاں ایسا کچھ نہیں دکھا، بعد میں کرین سے گاڑی کو گھسیٹا گیا اس سے سڑک اور گاڑی پر نشان پڑ گئے"۔

(دینک بھاسکر ۱۱/جولائی ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

قربانی۔صبرو ایثار کا امتحان

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس کے رب نے چند باتوں میں امتحان لیا تو وہ اسے بجالائے، اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بناؤں گا،حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری اولاد میں سے بھی، ارشاد ہوا، میرا وعدہ نافرمانوں سے متعلق نہیں ہے۔(سورہ بقرہ ۱۲۴)

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے ایک بڑے حلیم اور برگزیدہ پیغمبر تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائشوں کے مختلف مرحلوں سے گذارا، پھر جب وہ صبرورضا کی تمام آزمائشوں میں کامیاب ہوئے تو وہ نبیوں اور رسولوں کے مورث قرار پائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام واسحاق علیہ السلام کے خاندانوں کی برکتیں انہیں کے ذریعہ اتریں اور آدم کے سارے گھرانوں کو ان کے ذریعہ ہدایت کی روشنی ملی، خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی دعا انہوں نے کی، قرآن مجید میں اس کا تذکرہ آیا: **ربنا وابعث فیہم رسولا** کہ اے ہمارے پروردگار ان میں سے ہی ایک پیغمبر بھیج دیجئے، اس سے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان ویقین کی آزمائش اس وقت سے شروع ہوئی جب انہوں نے اپنے معاشرہ اور سماج کو وحدانیت کا پیغام سنایا، حکومت وقت نے ظالمانہ طریقے سے آپ کی آواز کو دبانا چاہا، لیکن آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، اور آپ برابر اللہ کی وحدانیت اور اسی کی عبادت کرنے کا اعلان کرتے رہے، بالآخر نذر آتش کا منصوبہ بنایا، حضرت ابراہیم ابراہیم علیہ السلام کا ایمان تھا کہ خدا کے حکم کے بغیر آگ ان کو نقصان نہیں پہونچا سکتی اور وہی ہوا کہ آگ کے شعلے ان کے لئے گل گلزار بن گئے، پھر امتحان کا اگلا مرحلہ سامنے آیا، وطن سے ہجرت کی اور ملک شام پہونچے اور پھر یہاں سے عرب کے صحرا میں فروکش ہوئے جہاں دور دور تک آبادی کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔

یہاں حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو چھوڑنے کا حکم ہوا، شیر خوار اسماعیل پیاس سے بیتاب ہوئے اور ایڑیاں رگڑنے لگے وہیں سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا جس کو آب زمزم کہتے ہیں، اب اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اس سرزمین پر نازل ہوئیں اور یہ جگہ بارونق ہونے لگی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رونق اور آبادی کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا، جب حضرت اسماعیل کچھ بڑے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متواتر تین دنوں تک خواب دیکھا کہ وہ اپنے لاڈلے بیٹے اسماعیل کو ذبح کررہے ہیں، وہ بیٹا جس کی قربانی مطلوب تھی، اللہ کے خلیل کا بیٹا تھا، وہ فوراً آمادہ ہوگیا اور جواب میں کہا، ابا جان جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا اسے کر گذریئے، بیٹے کو پیشانی کے بل گرا کر گردن پر چھری رکھ دی اور چلانے لگے، لیکن اللہ کو نہ اسماعیل کی قربانی مطلوب تھی اور نہ ہی ان کی جان لینا مطمح نظر تھا بلکہ ابراہیم علیہ السلام کا دل دیکھنا یا کہئے کہ محبت کا آخری مرحلہ طے کرانا مقصود تھا، تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ عقیدت وفدائیت کا امتحان ہوجائے، صدا آئی یا ابراہیم قد صدقت الرویا اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا، تیرا بیٹا تجھے ہی مبارک ہو، ہم صادقین ومحسنین کو اسی طرح آزماتے ہیں۔

ہماری قربانی دراصل اسی سنت ابراہیمی کی تجدید واحیا ہے، خدا تعالیٰ نے فرماں برداری کی اس ادا کو قیامت تک کے لئے مسلمانوں کا شعار قرار دے کر جانوروں کی قربانی واجب فرمادی، عید قرباں یا عید الاضحیٰ کا سالانہ جشن اور اس میں غریبوں اور مسکینوں کے کھلانے اور دوستوں کی ضیافت اور خوشی کے اظہار کے لئے کسی جانور کی قربانی اسی واقعہ کی یادگار ہے، اس لئے کہ امت محمدیہ کے تمام حسنات کا رشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے، دنیا کی کوئی بھی نسل اور نسب نامہ اس توارث کی مثال پیش نہیں کرسکتا، اتنا صحیح اور نجیب رشتہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا، اسی مناسبت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور تلقین کی کہ جو شخص وسعت والا ہو وہ ضرور قربانی کرے، اس لئے کہ قربانی کے دن انسانی اعمال میں کوئی عمل اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا خون بہانے کا عمل ہے، اگر کوئی صاحب حیثیت قربانی نہ کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" **فلایقربن مصلانا** "وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا، مگر خدا کی رحمت دیکھئے کہ یہ گوارہ نہ ہوا، اس لئے یہ حکم دیا کہ تم جانوروں کو ذبح کرو ہم سمجھیں گے کہ تم نے اپنے آپ کو قربان کردیا، قربانی دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی اطاعت خداوندی کا سبق یاد دلا کر ہمیں اس لئے تیار کرتی ہے کہ صرف جانور نہیں بلکہ اپنی جان، مال حتی کہ زندگی کے قیمتی اثاثہ کو بھی قربانی کے لئے حاضر کردیں گے، اسلام نے قربانی کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے، وہ اس لئے کہ اخلاق واعمال کی درستی کے لئے خدا کے خوف اور اس کی رضا جوئی سے بڑھ کر کوئی کامیابی نہیں، اللہ کی فرمانبرداری اور طاعت، تسلیم ورضا الٰہی کی پابندی کا جذبہ ہی وہ جذبہ ہے جو ان کو نہ صرف عوام کے سامنے بلکہ تنہائی اور خلوت میں بھی جرائم کے ارتکاب سے روکتا ہے، قربانی اس جذبہ کے استحکام میں معاون ثابت ہوتی ہے، اس لئے انفرادی اور قومی صلاح وفلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اگر اللہ نے اسے توفیق دی ہے تو اس سنت کے احیاء وتجدید کی کوشش کرے، تاکہ اسلامی سال کا ہر سال اعادہ ہوتا رہے۔

یہ یادگار واقعہ سبق دیتا ہے کہ انسانوں کو اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردینا چاہئے، یہی انسانیت کی تکمیل ہے، غرض کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل قربانی امت کے لئے ایک نمونہ ہے، نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ حضرت اسماعیل کی طرح والدین کی اطاعت کا شیوہ اختیار کریں اور اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم رہیں، آیئے ہم اس جذبہ ابراہیمی کو دل میں تازہ کریں اور پھر اس کی برکتوں کے انوار ہم بھی دیکھیں گے، اور ہماری آنے والی نسلیں بھی:

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

دینی مسائل

(از: مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی)

لاک ڈاؤن میں قربانی کے مسائل

لاک ڈاؤن کے حالات میں چوں کہ عیدالاضحیٰ قریب ہے، اس لیے چند سوالات پیش کیے جارہے ہیں:

۱۔جن لوگوں پر قربانی واجب ہے، وہ قربانی نہ کرکے اتنی رقم مدارس یا غرباء ومساکین پر صدقہ کردیں تو کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ یا پچھلے سالوں میں جو نفلی قربانی کرتے تھے، ان کی رقم ضرورت مندوں کو صدقہ کردیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔جو لوگ گذشتہ سالوں میں شوق سے انتہائی فربہ اور اچھا قیمتی جانور ذبح کیا کرتے تھے، اگر وہ اس مرتبہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے کم درجہ کا مناسب جانور ذبح کریں اور بچت والی رقم مستحقین پر خرچ کردیں تو کیسا ہے؟

۳۔حکومت کی طرف سے ذبیحہ پر بہت سختی کی جارہی ہے، نیز آمدورفت میں بھی پریشانی ہے، اگر بالفرض عید الاضحیٰ تک یہی صورت رہی تو قربانی کے بجائے قیمت صدقہ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۴۔عموماً مدارس میں قربانی کے لیے رقومات بھیجی جاتی ہیں، اب اگر کوئی مدرسہ والے موجودہ حالات کی وجہ سے اپنے یہاں قربانی نہ کرکے دوسری جگہ قربانی کرائیں تو اس کی گنجائش ہوگی یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

۱۔قربانی ایک مستقل عبادت ہے اور صدقہ وخیرات مستقل عبادت، قربانی صاحب نصاب پر واجب ہے اور اس پر ایام قربانی میں قربانی ہی ضروری ہے، ایام قربانی میں اس کا کوئی بدل نہیں ہے، لہٰذا جس شخص پر قربانی واجب ہو وہ ایام قربانی میں قربانی ہی کرے، ان ایام میں قربانی نہ کرکے اتنی رقم غرباء ومساکین پر صدقہ کردے، تو اس سے قربانی کا وجوب اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا اور واجب چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔ البتہ زندہ یا مردہ کی طرف سے جو نفلی قربانی کی جاتی ہے، موجودہ حالات کے پیش نظر اس کو نہ کرکے اس کی رقم اہل مدارس یا غرباء ومساکین کو دے دی جائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، عنداللہ مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔اس لیے کہ یہ نفلی قربانی ہے اور نفل کے چھوڑنے پر مواخذہ نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ عمل قربانی کے درجہ میں نہیں ہوگا بلکہ نفلی صدقہ ہوگا۔"**الأضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم مؤسر في يوم الأضحىٰ.**"(ہدایہ ۴/۴۴۳)

"**و منها أنه لا يقم غير ها مقامها فی الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة أو قيمتهافی الوقت لا يجزئه عن الأضحية.**"(الفتاویٰ الهندية؛ كتاب الأضحية؛ ۵/۲۹۳-۲۹۴)

"**و النفل و منه المندوب يثاب فاعله و لا يسيئى تاركه**"(رد المحتار: ۱/۲۱۸)

۲۔قربانی میں جہاں افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور فربہ اور قیمتی ہو، وہیں دوسری جانب غرباء اور پریشان حال لوگوں کی مدد بھی عظیم خدمت اور عبادت ہے، لہٰذا موجودہ حالات کے پیش نظر مسلمان مناسب درجہ کے جانور کی قربانی کریں اور بچے ہوئے روپئے سے اہل مدارس اور غرباء ومساکین کی مدد کریں تو ایسا کرسکتے ہیں، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اس صورت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت ہوجاتی ہے۔"**لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ**"(الحج: ۳۷)

"**الأمور بمقاصدها**"(الأشباه و النظائر/۵۳) "**و المستحب أن تكون الأضحية أسمنهاو أحسنهاو أعظمها.**"(الفتاویٰ الهندية؛ كتاب الأضحية: ۵/۳۰۰)

"**عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم قال من نفّس عن مسلم كربة من كرب الدنيا نفّس اللّٰه عنه كربة من كرب يوم القيامة.**"(السنن للترمذی؛ باب ماجاء فی الستر على المسلمين: ۲/۱۴)

۳۔صاحب نصاب پر ایام قربانی میں قربانی ہی ضروری ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایام قربانی میں قربانی کی ہر ممکن کوشش کی جائے، البتہ اگر پوری کوشش کے باوجود قربانی نہیں کی جاسکی اور ایام قربانی گزر گئے، تو اب اگر جانور خریدا ہے، تو اس کو زندہ صدقہ کردیا جائے، ورنہ قربانی کے قابل متوسط درجہ کی بکری/خصی کی قیمت صدقہ کردی جائے۔"**و لوتركت التضحية و مضت أيامها تصدق بها حبة......و تصدق بقيمتها...... فالمراد بالقيمة قيمة شأة تجزئ فيها.**"(الدر المختار على صدرر د المحتار: ۹/۴۶۳-۴۶۵)

"**قال القهستانی أو قيمة شأة وسط كما فی الزاهدی.**"(رد المحتار: ۹/۴۶۵)

۴۔قربانی مالی عبادت ہے، اس میں نیابت جائز ودرست ہے، اور وکیل مؤکل کی اجازت سے دوسرے کو وکیل بھی بناسکتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اہل مدارس اپنے مقام پر یا دوسری جگہ جہاں قربانی کرانا ممکن ہو، وہاں قربانی کرانے کی حتی الامکان کوشش کریں، اگر پوری کوشش کے باوجود قربانی نہیں ہوسکی اور ایام قربانی گزر گئے، تو اہل مدارس اس رقم کو اپنے مدرسہ کے ان مدات پر خرچ کرسکتے ہیں، جن میں ان کو خرچ کرنا از روئے شرع جائز ودرست ہے۔

"**و منها أن يجرئ فيها النيابة فيجوز للإنسان أن يضحی بنفسه و بغير بإذنه لأنها قربة تتعلق بالمال فتجزئ فيها النيابة.**"(البدائع الصنائع؛ كتاب التضحية: ۴/۲۰۰)

"**وكّل رجلاً بالخصومة و قال ما صنعت من شئٍ فهو جائز فوكّل الوكيل بذالک غيره جاز توكيله و يكون الوكيل الثانی وكيل المؤكل الأول لا وكيل الوكيل.**"(الفتاویٰ الهندية؛ كتاب الوكالة: ۳/۵۶۶)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 28 مورخہ ۲۸/ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۲۰ء روز سوموار

آن لائن تعلیم

کورونا وائرس (Covid-19) کی وجہ سے تعلیمی ادارے اب تک بند ہیں اور لاک ڈاؤن کی شروعات کے بعد لگتا ہے کہ تعلیمی سال بندی میں ہی نکل جائے گا، ایسے میں بہت سارے لوگ آن لائن تعلیم کی وکالت کرتے ہیں اور بہت سارے ادارے عملاً آن لائن تعلیم کا اہتمام کر بھی رہے ہیں اور مطمئن ہیں کہ تعلیمی نظام جاری ہے۔ اس نظام کا آغاز پہلی بار ویسٹرن بی ہیورل سائنس انسٹی ٹیوٹ لاجولا کیلیفورنیا نے ۱۹۸۲ء میں کیا تھا اور اسکول آف مینجمنٹ اینڈ اسٹریٹجک اسٹڈیز میں اس کا تجربہ کیا اور کمپیوٹر کانفرنسنگ کے ذریعہ بزنس ایگزیکیوٹو کی شروعات کی، ۱۹۸۹ء میں امریکہ کی فینکس یونیورسیٹی نے بھی آن لائن تعلیم کا آغاز کر دیا اور ۱۹۹۸ء آتے آتے امریکہ کی کئی بڑی یونیورسیٹیوں نے اسے اپنا لیا، لیکن یہ طریقہ تعلیم اب تک اس قدر مقبول نہیں ہوا ہے کہ اسکول و کالج کھولنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔

ہندوستان میں بھی یہ طریقہ پہلے سے رائج ہے اور اعلیٰ نصاب کی تکمیل کے لئے اسے استعمال کیا جاتا رہا ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے مختلف علوم وفنون کے ماہرین سے استفادہ آسان ہوتا ہے، اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہندوستان میں بڑے پیمانے پر اس کی مارکیٹنگ کی جاتی رہی ہے، ۲۰۱۶ء میں ہندوستان میں آن لائن ایجوکیشن کی مارکیٹ چوبیس کروڑ ستر لاکھ امریکی ڈالر تھی، اب کورونا وائرس کی وجہ سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ ۲۰۲۱ء تک یہ ۹۶ء۱/ارب امریکی ڈالر کی حد کو پار کر لے گا، تعلیم کی مارکیٹنگ کرنے والے اس پر پوری توجہ اس لئے بھی صرف کر رہے ہیں کہ کلاس روم کے تعلیمی نظام کی بہ نسبت آن لائن تعلیم پر ایک سو پچھتر فی صد کم خرچ آتا ہے، لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔

دوسرا رخ یہ ہے کہ ہندوستان اب بھی غریب ملک ہے، یہاں یومیہ آمدنی فی کس لاک ڈاؤن کے پہلے بھی ۲۔۳ امریکی ڈالر سے کم تھی، ایک سروے کے مطابق ایسے لوگوں کی تعداد ہندوستان میں اکاسی کروڑ بیس لاکھ تھی، لاک ڈاؤن کے بعد ایسے لوگوں کی تعداد اب اکانوے کروڑ پچاس لاکھ ہوگئی ہے۔ ۲۔۳ امریکی ڈالر کا مطلب آج کے اعتبار سے صرف دوسو انتالیس روپئے ہے، اتنی کم آمدنی میں آدمی اپنی ضروریات زندگی؛ کھانا، کپڑا اور مکان کے لئے فکر مند ہوگا، یا اپنے بچوں کو انڈرائیڈ موبائل، ٹیبلیٹ یا لیپ ٹاپ خرید کر دے گا؟ اور اگر خرید بھی دے کسی طرح، تو ماہانہ انٹرنیٹ کا خرچہ کہاں سے لائے گا؟ بھوکے رہ کر بچوں کے مستقبل کے لئے یہ سب کر بھی لے تو دیہات اور گاؤں میں موبائل چارج کرنے کے لئے بجلی کہاں سے دستیاب ہوگی؟ ان میں سے کوئی ایک بھی کڑی ٹوٹی تو آن لائن تعلیم سے فائدہ اٹھانا بچوں کے لئے مشکل ہی نہیں، ناممکن ہو جائے گا۔

آن لائن تعلیم کی حمایت کرنے والے بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ اب ہر شخص کے پاس انڈرائیڈ موبائل ہے، اس کا زمینی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، آج بھی بڑی آبادی کے پاس اسمارٹ فون نہیں ہے، اور وہ نوکیا کے اسی پرانے ماڈل سے کام چلاتے ہیں جس کو ڈائل کرنے کے لیے بٹن دبانا پڑتا ہے، کیوں کہ ان کے پاس اسکرین ٹچ اسمارٹ فون حاصل کرنے کے لیے قوت خرید نہیں ہے، اس کے علاوہ ہندوستان جنگلوں اور دیہاتوں میں بھی بستا ہے؛ بلکہ ساٹھ سے ستر فی صدی آبادی وہیں بستی ہے، جہاں موبائل کا نیٹ ورک نہیں رہتا اور بجلی غائب ہوتی ہے تو ہفتوں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، ان ساری مشکلات پر قابو بھی پا لیا تو آن لائن تعلیم کلاس روم کا بدل نہیں ہے، کلاس روم میں استاذ صرف پڑھاتا ہی نہیں، بچوں کی نفسیات اور اس کی حرکات وسکنات پر بھی نگاہ رکھتا ہے، اس کے ہوم ورک اور روزمرہ کی کاپیوں کو بچوں کے سامنے چیک کر کے ان کی غلطیوں کی نشان دہی کرتا ہے، بچے کلاس روم میں صرف استاذ کا لکچر نہیں سنتے، وہ اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوالوں کے لئے بھی استاذ سے رجوع کرتے ہیں اور جواب پاتے ہیں، استاذ کے لکچر کی طرف طلبہ کی توجہ مرکوز ہوتی ہے، آن لائن کلاس میں بچہ گھر پر ہوتا ہے، اسے اسکول کا ماحول نہیں ملتا، گھر میں دوسرے بچے اور لوگ دوسری مشغولیت میں لگے ہوتے ہیں، گھر میں ہو رہے شور شرابے سے طلبہ کا ذہن اسباق پر مرکوز نہیں ہو پاتا، اساتذہ بھی طلبہ پر آن لائن کلاس میں توجہ نہیں دے سکتے، ان کی ساری توجہ اسکرین پر رہتی ہے، بچہ لیپ ٹاپ کے اسکرین پر بیٹھا کیا کر رہا ہے، یہ استاذ کو معلوم نہیں ہوتا اور بیش تر گارجین کی دلچسپی اپنی کم علمی اور صلاحیتوں کے فقدان کی وجہ سے آن لائن کلاس کے وقت بچوں کی طرف نہیں ہوتی، وہ صرف موبائل یا لیپ ٹاپ پر اسے بٹھا کر مطمئن ہو جاتے ہیں اور بچے کارٹون اور ڈیجیٹل گیم میں لگ جاتے ہیں، جب کہ کلاس روم میں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

جو لوگ اس کام پر لگائے گئے ہیں وہ اساتذہ ہی ہیں، لیکن انہیں اس طریقۂ تدریس کی تربیت نہیں دی گئی ہے اور انہیں یوں ہی بورڈ اور اسکرین پر کھڑا کر دیا گیا ہے، یہ عجیب وغریب بات ہے کہ کلاس روم میں پڑھانے کے لئے تو دو سال کی ٹریننگ ضروری قرار دی جائے اور آن لائن تعلیم کے لئے دس بیس روز کا ریفریشر کورس بھی نہ کرایا جائے، یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ کلاس روم میں جو الٹا سیدھا استاذ پڑھا دیتا ہے اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہوا کرتا، معلومات بچوں میں صحیح منتقل ہوتی ہے یا غلط اس کا جائزہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا، لیکن آن لائن کلاس کا ریکارڈ ہوتا ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ بعض وجوہات سے ہماری جگ ہنسائی نہ ہو، جیسا کہ اساتذہ سے ذرائع ابلاغ والوں کے ذریعہ لیے گئے انٹرویو کے طشت از بام ہونے کی وجہ سے بار بار خفت کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آن لائن تعلیم دلوا رہے ہیں اور ابتدائی نہیں، اعلیٰ درجات میں ماہر پیشہ ور اساتذہ کو اس کام میں لگا رکھا ہے، وہ بھی اس طریقۂ تعلیم سے مطمئن نہیں ہیں، وہ اسے گپ شپ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، تبھی تو یو جی سی جیسے اعلیٰ ادارے نے گریجویشن، ایم اے بلکہ بی ٹیک وغیرہ میں بھی پرانے نمبرات کی بنیاد پر ترقی دینے کا اعلان کر دیا ہے، جب اعلیٰ درجات میں اس طریقۂ تعلیم کا فائدہ اس قدر نہیں ہوا کہ نصاب کو مکمل قرار دے کر امتحان لیا جائے اور بچوں کی کامیابی، ناکامیابی کی بنیاد پر ترقی کا فیصلہ لیا جائے، تو بھلا پرائمری اور ثانوی درجات کے بچے کس قدر اس طریقہ تعلیم سے استفادہ کر سکیں گے، جگ ظاہر ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آن لائن تعلیم کا سلسلہ بند کر دیا جائے، بالکل نہیں؛ نام کی حد تک صحیح، بچوں کو درسیات سے جوڑے رہنے کا یہ ایک طریقہ ہے، خود امارت شرعیہ کے امارت پبلک اسکول گریڈیہ اور رانچی میں آن لائن کلاسز چلائے جا رہے ہیں، مدرسہ میں درجہ حفظ کی تعلیم اسی طرح دی جا رہی ہے، عربی درجات کے بعض اسباق کے لیے بھی اس طریقہ کو کام میں لایا جا رہا ہے، اس کے باوجود آن لائن تعلیم کے لیے دو سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، ایک یہ کہ جو اساتذہ آن لائن پڑھا رہے ہیں یا پڑھانا چاہتے ہیں، سرکاری سطح پر ان کی تربیت کا نظم کیا جائے، دوسرے کورونا وائرس سے بچنے کے لئے جو گائیڈ لائن حکومت نے دیا ہے اس کی پابندی اور پاسداری کرتے ہوئے اسکول کو کھولا جائے، ثانویہ اور اعلیٰ درجات میں تو یہ چنداں مشکل نہیں ہے، جب کارخانے اور دفاتر تیس فی صد کارکنوں کے ساتھ کھولے جا سکتے ہیں، تو کئی شفٹ میں سوشل ڈسٹینسنگ کا خیال کرتے ہوئے تعلیمی ادارے اپنی سرگرمیاں کیوں نہیں جاری رکھ سکتے؟ ایسا لگتا ہے کہ سرکار کی نظر میں معاشی مسائل کے مقابلے تعلیم کی بہت اہمیت نہیں ہے، اس لئے معاشی سرگرمیوں کے لئے چھوٹ دی جا رہی ہے اور تعلیمی سرگرمیوں پر مضبوط پہرہ بحال کر رکھا ہے۔

شوہروں پر تشدد

اب تک ہندوستان میں عورتوں پر تشدد کا چرچہ تھا اور مختلف سمیناروں میں خواتین کے حقوق پر گفتگو ہوا کرتی تھی، اور بات یہاں پر ختم ہوتی تھی کہ گھر میں عورتوں کو شوہر، ساس اور سسرال والوں کے ذریعہ جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جو انتہائی غلط ہے۔ علی گڑھ کے ایک فقہی سیمینار میں ایک بڑے عالم نے یہ بات اٹھائی کہ عورتوں کے ذریعہ مردوں پر کیے جا رہے تشدد پر بھی بحث ہونی چاہئے، تو میرے لیے یہ حیرت کی بات تھی، پھر شارجہ کے ایک فقہی سیمینار میں کویت کے ہند نژاد ایک بڑے عالم نے یہ بات کہی اور انہوں نے اپنے چشم دید کئی واقعے سنائے، تو میری حیرت کی انتہا نہیں رہی، پھر جب میرا برطانیہ جانا ہوا تو میں نے خود بھی بعض مسلم گھرانوں میں بیویوں کے ذریعہ مردوں پر کیے جانے والے تشدد کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، تو مجھے یقین ہو گیا کہ خواتین کو شرعی حدود وقیود سے آگے بڑھ کر آزادی دینے کی سزا مردوں کو ملنے لگی ہے، اور یہ کہ پانی سر سے اونچا ہوتا جا رہا ہے۔

ہندوستان میں بیویوں کے ذریعہ شوہروں پر کیے جانے والے مظالم کی روداد کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے، پہلے یہاں صرف خواتین کو جسمانی تشدد سے بچانے کے لیے قانون اور ہیلپ لائن تھا، اب مردوں کو بھی تشدد سے بچانے کے لیے، ہیلپ لائن بنایا گیا ہے، بعض تنظیمیں بھی مردوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے تشکیل پا گئی ہیں، مردوں کے لیے بنائی گئی ہیلپ لائن کی رپورٹ کے مطابق ایک ماہ میں پورے ملک سے اس کے پاس خواتین کے ذریعہ مردوں پر کیے جانے والے تشدد کے حوالہ سے چھیانوے ہزار آٹھ سو چونتیس شکایتیں موصول ہوئیں، دہلی اس معاملے میں سب سے آگے ہے، صرف وہاں سے دس ہزار نواسی لوگوں نے کال کیا، دوسرا نمبر مہاراشٹر کا ہے، جن صوبوں کے اعداد وشمار دستیاب ہیں، اس کے مطابق ۲۴/مارچ سے ۲۴/اپریل ۲۰۲۰ء کے درمیان دہلی میں ۱۱ء۲۳/فیصد، مہاراشٹرا میں ۲۷ء۲۰، مدھیہ پردیش میں ۱۲ء۱۸، اتر پردیش ۹۵ء۱۵، راجستھان ۸ء۱۷، گجرات ۱۱ء۱۶، پنجاب ۸۸ء۱۴ اور مغربی بنگال میں ۶۷ء۱۲ فی صد بیویوں کے ذریعہ شوہروں پر ہونے والے تشدد میں اضافہ درج ہوا ہے۔ جو شکایتیں درج کرائی گئیں، ان میں بتایا گیا کہ ان کی بیویوں نے برتن سے مارا، جھاڑو سے پٹائی کی، بال کھینچا، ناخن سے کھرونچے لگائیں اور دانت کاٹ کر زخمی کر دیا، شکایت کنندہ کی عمر کے جائزہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے واقعات پچیس سے پینتالیس سال تک کے شوہروں کے ساتھ زیادہ ہو رہے ہیں، اور لاک ڈاؤن کے زمانہ میں اس تشدد میں ستائیس فی صد کا اضافہ ہوا ہے، اندور میں مردوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی ایک تنظیم ”راشٹریہ پروش آیوگ سمنوے سمیتی“ کا کہنا ہے کہ ملک میں جتنے قانون ہیں وہ مردوں کے ذریعہ بیوی اور بہو پر تشدد کے خلاف بنائے گئے ہیں، ایسے میں شوہر جب بیوی کی شکایت لے کر تھانہ جاتا ہے تو مقدمہ درج نہیں ہوتا اور پولیس والے کہتے ہیں کہ کس قانون کے تحت مقدمہ درج کریں اور کون سی دفعہ لگائیں۔

اس صورت حال کا سیدھا اثر خانگی زندگی پر پڑ رہا ہے، ہر وقت کی کِل کِل سے بچوں میں بھی وہی نفسیات پروان چڑھ رہی ہے، واقعہ یہ ہے کہ پہلے مردوں نے ہی عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی، بعض موقعوں سے ان کو زدوکوب کیا، ان کی سات پشتوں کو گالیاں دیں، انہوں نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک نہیں کیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب وہ تُرکی بہ تُرکی جواب دینے پر اتر آتی ہیں اور اپنے اوپر کیے جا رہے ظلم کا بدلہ لینے کے لیے جو کچھ بن پڑ رہا ہے کر رہی ہیں۔

اگر لوگ زن وشو کے تعلقات کو خوشگوار رکھنے کے لیے اسلامی اصولوں کا پاس ولحاظ رکھنے لگیں، عورتوں کی فطری کمزوریوں کو نظر انداز کرنے کا مزاج بنائیں اور گھر کو پرسکون بنانے اور باقی رکھنے کی نبوی تعلیمات کو اپنی زندگی میں اتار لیں تو یہ صورت حال اب بھی اس قدر بے قابو نہیں ہوئی ہے کہ نہ بدلے، والدین اپنی لڑکیوں کی تربیت میں شوہر اور سسرال کے سلسلے میں مثبت رویہ اور خوشگوار زندگی گذارنے کا مزاج بنا دیں تو گھر آج بھی سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے، قرآن کریم میں ازدواجی رشتے کو اللہ رب العزت نے اپنی نشانی اور محبت والفت اور پرسکون زندگی کا پیش خیمہ قرار دیا ہے، اللہ کی اس نشانی کا مشاہدہ ہم لوگ کرتے رہے ہیں، ہماری ذمہ داری ہے کہ میاں بیوی مل کر خانگی زندگی کا نظام ایسا بنائیں کہ ہر گھر ٹینشن فری زون ہو، یہ ہماری سماجی ضرورت بھی ہے اور شریعت کو مطلوب بھی۔

یادوں کے چراغ

مولانا محمد انعام الحق قاسمی

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مدرسہ رشید العلوم چمپانگر بھاگلپور کے مہتمم، حضرت مولانا علامہ اکرام علی صاحبؒ (م ۲۰۰۸ء) کے نامور صاحب زادہ، عالم باعمل، متواضع، منکسر المزاج، خندہ اور مہمان نواز مولانا محمد انعام الحق قاسمیؒ کا ۱۱/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/جولائی ۲۰۲۰ء صبح کے سوا آٹھ بجے مختصر علالت کے بعد ان کے گھر پر انتقال ہوگیا، جنازہ کی نماز دو بار ہوئی، ایک بار ان کے چھوٹے چچا مولانا محمد انصار صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حیدر آباد اور دوسری نماز جنازہ ان کے بہنوئی مولانا عبد اللہ آزاد صاحب نے پڑھائی، اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں، پانچ لڑکیاں اور تین لڑکوں کی شادی ہو چکی ہے۔

مولانا محمد انعام الحق بن علامہ اکرام علی (سابق شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل نوساری گجرات) بن اصغر علی بن ہدایت علی نے چمپانگر بھاگلپور میں اپنی آنکھیں کھولیں، تاریخ تھی ۲/جمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۸/دسمبر ۱۹۶۴ء، مولانا کی نانی ہال بھی چمپانگر تھی اور نانا کا نام محمد یحیٰ تھا، درجہ اطفال اور عربی کے ابتدائی درجات کی تعلیم مولانا غلام حسین اور مولانا نیاز الدین صاحب قاسمیؒ سے مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر بھاگلپور میں پائی، وہاں سے مدرسہ اسلامیہ امداد العلوم قصبہ زید پور ضلع بارہ بنکی کا رخ کیا اور عربی ششم تک کی کتابیں وہاں پڑھیں، کچھ دن دار العلوم حیدر آباد میں بھی گذارے، جہاں ان کے چھوٹے چچا مولانا محمد انصار صاحب تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے، پھر دار العلوم دیو بند گئے، عربی ہفتم اور دورہ حدیث کی تکمیل ۱۹۸۰ء میں صد سالہ اجلاس کے سال کیا، فراغت کے بعد ۱۹۸۱ء میں جناب عبد الہادی بن مولانا عبد الغفار صاحب چمپانگر بھاگلپور کی صاحب زادی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے جامع مسجد چمپانگر میں نکاح پڑھایا، کچھ دنوں تک بھاگلپور کی مشہور صنعت سے جڑے رہے اور اعزازی طور پر مادر علمی مدرسہ اصلاح المسلمین کی خدمت کرتے رہے، تدریس کے ساتھ وہاں کی مالیات پر بھی آپ کی خصوصی توجہ رہا کرتی تھی، چند سال مدرسہ اسلامیہ رشیدیہ اسلام پور چمپانگر کی خدمت کی بھی سعادت پائی، حضرت علامہ اکرام علی صاحبؒ نے چمپانگر میں ایک مدرسہ کے قیام کا فیصلہ کیا اور ۲۶/ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۱/مارچ ۲۰۰۲ء روز سوموار حضرت مولانا ابو الحسن بھاگلپوریؒ سابق شیخ الحدیث ماٹلی والا بھروچ گجرات نے اس کی بنیاد ڈالی، اور ۱۹/شوال ۱۴۲۵ھ مطابق ۲/دسمبر ۲۰۰۴ء سے باضابطہ تعلیم کا آغاز ہوا تو مولانا انعام الحق صاحب اس مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک اس کے استحکام اور فروغ کے لیے کوشش کرتے رہے، بہت قلیل مدت میں تعلیمی اعتبار سے بہار کے معیاری درسگاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا، درجات بھی دورۂ حدیث تک پہونچ گیے اور کئی سال دورہ کی تعلیم جاری رہی۔

مولانا محمد انعام الحق قاسمی صاحب سے میری ملاقات پُرانی تھی، دار العلوم دیو بند میں وہ مجھ سے دو سال آگے تھے، لیکن سجاد لائبریری کے ذمہ دار کی حیثیت سے میری دید وشنید اسی زمانہ میں ہوگئی تھی، جب ہم لوگ میدان عمل میں آئے تو دید وشنید ملاقات میں بدلی اور پھر دھیرے دھیرے وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرنے لگے، کئی بار جلسوں اور ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی دعوت بھی انہوں نے دی، گو میری مصروفیت ومشغولیت کی وجہ سے حاضری نہیں ہو سکی، البتہ اس ادارہ کی ترقیات کے احوال سن سن کر میں خوش ہوتا رہا، ہندوستان سے باہر جنوبی افریقہ اور برطانیہ میں بھی مولانا سے ملاقاتیں رہیں، کچھ اپنی خصوصی صفات اور کچھ اپنے والد مرحوم کے شاگردوں سے تعلق کی وجہ سے ان دونوں ملکوں میں ان کے مخلصین کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تھا، وہ ہندو بیرون ہند جہاں کہیں رہتے حسب ضرورت وسہولت فون سے میری خیر وعافیت دریافت کرتے رہتے، انتقال سے چند روز قبل بھی ان کا فون آیا تھا اور لاک ڈاؤن کے بعد مدارس کے مسائل ومشکلات اور معاملات پر انہوں نے تفصیلی گفتگو دیر تک فرمائی تھی۔

ان کی ذاتی زندگی دین وشریعت کے مطابق تھی، سنتوں کی پابندی کا خاص اہتمام تھا، لحیم شحیم اور عظیم الجثہ ہونے کی وجہ سے نمازوں میں قعدہ وغیرہ میں دشواری تھی، اس کے باوجود وہ کرسی پر نماز نہیں پڑھا کرتے تھے، سنت کے مطابق ہی نماز میں بیٹھنے کا اہتمام کرتے۔ وہ طلبہ پر انتہائی شفیق تھے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا کرتے تھے، کثیر العیال تھے، اس لیے بچے بچیوں کی تربیت میں بھی ان کا اچھا خاصا وقت صرف ہوتا تھا، عموماً دیکھا گیا ہے کہ ملی کاموں میں منسلک لوگوں کے بچے تعلیم وتربیت سے دور ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ان کے پاس بچوں کو دینے کے لیے وقت نہیں ہوتا، مولانا نے اس بات کا بھی اہتمام کیا کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیمی سے آراستہ کریں، اسی طرح بچیوں کے رشتہ کرنے میں بھی اس بات کا خیال رکھا کہ وہ عالم ہوں، یہی وجہ ہے کہ مولانا کے لڑکے اور داماد رشید العلوم کے کام کو اٹھانے کے لیے پہلے سے بطور مدرس وہاں موجود ہیں، مولانا کا خلا تو پُر نہیں کیا جا سکتا، لیکن انہوں نے اپنی زندگی میں ہی لڑکے اور داماد کی تربیت کچھ اس انداز سے کی ہے کہ انشاء اللہ کام میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی، اور مزاجی ہم آہنگی کے ساتھ کام کریں گے، تو ادارہ ترقی کے مدارج طے کرتا رہے گا۔

مولانا مرحوم اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی درسی تقریر کو مرتب کرا کر شائع کرنے کے لیے بھی کافی فکر مند تھے، اس کام کے لیے انہوں نے مولانا امانت علی قاسمی استاذ و مفتی دار العلوم وقف سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کام کو آگے بڑھائیں، چنانچہ مولانا امانت علی قاسمی نے اس پر کام شروع کیا، پہلی جلد چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے اور دوسری جلد بھی تیاری کے مرحلے میں ہے، کتاب کا نام تحفۃ العبقری ہے۔

مولانا مدرسہ رشید العلوم سے ایک رسالہ نکالنے کے بھی خواہش مند تھے، لیکن رجال کار کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ کام آگے نہیں بڑھ سکا، مولانا کی تقریروں سے بھی امت مسلمہ کو فائدہ پہونچا وہ بہت لچکدار اور کڑکدار تقریر کے عادی نہیں تھے، لیکن دل سے نکلی ہوئی بات دل میں اثر کرتی تھی۔

معاصرت حجاب اکبر ہے، اس لیے بہت سے لوگ ان کے عند اللہ وعند الناس مقام ومرتبے سے واقف نہیں ہو سکے۔ اللہ رب العزت مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل اور مدرسہ رشید العلوم کو ان کا نعم البدل دے۔ (آمین) ان اللہ علی کل شئی قدیر.

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر

حقائق، اندیشے، مضمرات

محمد عادل فریدی

منتشر تحریروں اور بکھرے ہوئے صفحات کو محفوظ رکھنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کتاب کی شکل دے دی جائے، اس طرح تحریریں محفوظ بھی ہو جاتی ہیں اور مفید بھی، منتشر تحریروں کے مقابلہ میں ان سے فائدہ اٹھانا آسان ہو جاتا ہے۔ امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب کے مدیر اور امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب کی یہ کتاب ''سی اے اے، ای ن آر سی اور این پی آر؛ حقائق، اندیشے، مضمرات'' اسی مقصد کے تحت ترتیب دی گئی ہے۔ یہ کتاب دراصل سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف امارت شرعیہ کی طویل جد وجہد کے دوران مفتی صاحب موصوف کی نقیب اور دیگر اخباروں کے لیے لکھی گئی مختلف تحریروں کا مجموعہ ہے، ۸۰/صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مضامین کے علاوہ، اخباروں کے تراشے بھی امارت شرعیہ کی اس طویل جد وجہد کے ثبوت کے طور پر جمع کر دیے گئے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف جد وجہد کا بگل اس وقت پھونکا جب کہ ملک کے بیشتر اصحاب فکر ودانش کو اس فتنے کی خبر بھی نہیں تھی اور جنہیں خبر بھی تھی وہ بھی پس وپیش میں تھے، لیکن آپ کی دور بین نگاہ نے آنے والے فتنے کو نہ صرف بروقت بھانپا بلکہ پوری قوت اور توانائی کے ساتھ اس کے خلاف جد وجہد کا آغاز کر دیا۔ خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کے ذریعہ پورے ملک کو بیدار کرنے کی جو مہم حضرت والا نے چھیڑی وہ دیکھتے دیکھتے ملک گیر ہی نہیں عالم گیر جد وجہد کی مثال بن گئی۔ پھر جامعہ ملیہ اسلامیہ اور شاہین باغ سے طویل مدتی دھرنے کا آغاز ہوا اور رفتہ رفتہ پورے ملک میں سیکڑوں شاہین باغ بن گئے۔ حکومت کو بغلیں جھانکنے پر مجبور ہونا پڑا اور ارباب اقتدار کی زبانیں لڑکھڑانے لگیں، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور ان کے وزراء کے مختلف قسم کے بیانات اور بار بار بدلتی ہوئی بولیاں اس انقلاب کی طاقت اور تحریک کی غیر معمولی قوت کا پتہ دیتی ہیں۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ نے انقلاب اور جد وجہد کی سبھی صورتوں کو اپنایا، افراد کی قوت، قلم کی طاقت، الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے استعمال سے لے کر سیاسی وسماجی شخصیات، اہل علم ودانش کی صلاحیتوں کو اس فتنے کی سرکوبی کے لیے لگایا، وہیں دوسری طرف قانونی لڑائی میں بھی مضبوطی کے ساتھ قدم رکھا۔ اس فتنے کے مالہ وماعلیہ سے عوام وخواص کو واقف کرانے، اس بارے میں ہو رہی غلط فہمیوں کے ازالے اور اس کے قانونی پہلوؤں کو سب کے سامنے رکھنے کے لیے اصحاب قلم کو ہدایات دیں۔ راقم الحروف نے بھی مختلف تحریروں کے ذریعہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایات کے مطابق سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کی حقیقت اور اس کے قانونی پہلوؤں کو واضح کیا۔ امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب کے مدیر جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے نہ صرف نقیب میں اس موضوع پر متعدد مضامین اور اداریے تحریر کیے بلکہ ملک کے دیگر اخباروں میں بھی ان کی تحریریں شائع ہوئیں، یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلتا رہا۔ حتی کہ کورونا وائرس نام کی وبا نے پورے ملک کا دھیان اس طرف سے ہٹا دیا، حکومت نے بھی وقتی طور پر اپنے ارادے کو ملتوی کر دیا ہے، لیکن یہ فتنہ ابھی جڑ سے ختم نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح یہ تحریک بھی ختم نہیں ہوئی ہے، یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک یہ فتنہ جڑ سے ختم نہیں ہو جاتا۔

امارت شرعیہ کی اس تحریک کے دو پہلو ہیں، ایک پہلو تو یہ ہے کہ ملک کے تمام لوگوں کو اس بات کے لیے تیار کیا گیا کہ اگر خدانہ خواستہ انہیں این پی آر واین آر سی کا سامنا کرنا پڑے تو وہ قانونی طور پر اور کاغذات ودستاویزات کے اعتبار سے تیار رہیں، اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ سی اے اے، این آر سی واین پی آر آئین ہند کے خلاف، اس ملک کی جمہوریت کو ختم کرنے والے اور ملک کی سالمیت پر کاری ضرب لگانے والے ہیں اس لیے ان کو سرے سے خارج ہو جانا چاہئے اور ہرگز ملک کے عوام پر ان کالے قوانین کو نہیں تھوپنا چاہئے۔

مفتی صاحب موصوف کی مختلف تحریروں میں اس تحریک کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے؛ کتاب کے پہلے مضمون ''حفظ ما تقدم'' میں عوام وخواص کو اول الذکر کے بارے میں خبر دار کیا گیا ہے اور کاغذات ودستاویزات کے اعتبار سے مضبوط اور تیار رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ مضمون ۱۵/جولائی ۲۰۱۹ء کو لکھا گیا تھا، جب ملک کے بیشتر لوگوں کو اس آنے والے فتنے کا احساس تک نہیں تھا۔ بعد کے مضامین قومی آبادی رجسٹر، ہندوتوا کارڈ، جمہوری اقدار کا قتل میں اس پیش آئند فتنے کے خد وخال اور اس کے پس پشت بی جے پی حکومت کی خفیہ سازشوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء کے عنوان سے لکھے گئے مضمون میں پارلیامنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش ہونے والے شہریت ترمیمی بل ۲۰۱۹ء کا متن پیش کیا گیا ہے اور اس کی تشریح کی گئی ہے، جو اب دونوں ایوانوں سے پاس ہو کر باضابطہ قانون کی شکل لے چکا ہے۔ آگے کے مضامین میں سی اے اے کا قانون بن جانے کے بعد پورے ملک میں ہونے والے احتجاج، احتجاج کے نتیجہ میں وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کی لڑکھڑاتی زبان، عوام کو گمراہ کرنے کے لیے بولے جانے والے جھوٹ، حکومت بہار کے ڈھل مل رویے۔ کالے قوانین کے خلاف قانونی پیش رفت، ان قوانین سے ہونے والے نقصانات اور ملک کے لوگوں پر اس سے پڑنے والے اثرات، پورے ملک میں ہونے والے دھرنوں، شاہین باغ کا تاریخی طویل مدتی دھرنا، عالمی پیمانے پر ہونے والے احتجاجات ومظاہرے، مظاہرین کے خلاف پولیس اور حکومت کی ظالمانہ کارروائی، قانون کے خلاف قانون کے رکھوالوں کا میدان میں آنا اور حکومت کی جانب سے بزور بازو تحریک کو کچلنے کی کوششوں کے بارے میں بے حد معلوماتی اور تجزیاتی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے ایک نظر میں اس طویل جد وجہد کا سارا خاکہ آپ کی نظروں کے سامنے آجائے گا۔ مولانا محمد انوار اللہ فلک صاحب نے پیش لفظ میں صحیح لکھا ہے کہ ''موضوع کو سمجھنے اور بولنے کے لیے جس قسم کے مواد کی ضرورت تھی، اس رسالہ میں وہ سب یکجا ہیں۔'' امید ہے کہ اصحاب ذوق اس کتاب کو اپنی ذاتی لائبریری میں دیکھنا پسند کریں گے۔

مسائل عید الاضحیٰ

(۱) عیدالاضحیٰ کی نماز ہراس شخص پرواجب ہے جس پرنماز جمعہ واجب ہے۔

(۲) عیدالاضحیٰ کی نماز کاوقت آفتاب کےایک نیزہ (چھ ہاتھ) بلند ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہےاورزوال کے قبل تک رہتا ہےلیکن عیدالاضحیٰ کی نمازسویرے پڑھنا مستحب ہے۔

(۳) دسویں ذی الحجہ کے دن نماز سے پہلے مسواک اور غسل کرنا، جہاں تک میسر ہواچھے کپڑے پہننا،خوشبولگانااور تکبیرتشریق بلندآواز سے کہتے ہوئے ایک راستہ سےعیدگاہ جانااوردوسرےراستہ سےواپس آنامسنون ہے۔

(۴) نیت دل کےارادہ کو کہتے ہیں، لہذا جس طرح اورنمازوں میں زبان سے کہنا ضروری نہیں، اسی طرح نماز عیدین میں بھی زبان سے کہنا ضروری نہیں، بلکہ دل سےارادہ کرلیناہی کافی ہے کہ عیدین کی واجب نماز اللہ کے لئے پڑھ رہاہوں، اگرامام ہوتوامامت کادل میں ارادہ کرےاوراگرمقتدی ہوتواقتدا کاارادہ کرے۔

(۵) عیدالاضحیٰ کی نماز دورکعت ہے؛ نماز کاطریقہ یہ ہے کہ تکبیرتحریمہ کہہ کرنمازی ہاتھ باندھ لےاورثناپڑھنے کے بعداپنے دونوں ہاتھوں کواپنے دونوں کانوں تک برابراٹھا کرتکبیر کہےاور دونوں ہاتھوں کو نیچے کی طرف سیدھا چھوڑ دے،دوسری دفعہ ایساہی کرے،اورتیسری دفعہ اسی طرح تکبیر کہہ کرہاتھ باندھ لے،اس کے بعدامام بلندآواز سے قرأت کرےجس طرح عام نمازوں میں قرأت کی جاتی ہے،اس کے بعد عام نمازوں کی طرح رکوع وسجود کرکے دوسری رکعت کے لئے کھڑاہواورہاتھ باندھ کربلندآواز سےقرأت کرے،مقتدی خاموشی کے ساتھ امام کی قرأت سنےاوراگرآوازنہ پہونچ رہی ہوتوبھی خاموش رہے،اوراس کے بعددونوں ہاتھوں کوکانوں کے برابراٹھاکرتین بار اللہ اکبر کہےاور ہربار دونوں ہاتھوں کو نیچے کی طرف سیدھا چھوڑدے،اس کے بعد چوتھی تکبیرکہتا ہوارکوع میں چلا جائے، پھرنماز کابقیہ حصہ جماعت کی عام نمازوں کی طرح پوراکرے؛ یہ زائد چھ تکبیریں مقتدی آہستہ سے کہے۔

(۶) یہ چھ زائدتکبیریں عیدین کی نمازوں میں کہنا واجب ہے،اگرمام زائدتکبیریں کہنا بھول جائے تو پہلی رکعت میں قرأت کے بعدیادوسری رکعت میں رکوع میں زائد کہہ دے۔

(۷) عیدین کی نمازوں کے بعد خطبہ مسنون ہے؛ لیکن خاموش رہ کراس کا سننا مقتدیوں پرواجب ہے،اس لئے خطبہ سنے بغیرعیدگاہ سے نہ نکلا جائے۔

(۸) عیدالاضحیٰ کی نماز کسی صحیح مجبوری کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک پڑھی جاسکتی ہے۔

(۹) امام ہو یا مقتدی یاتنہانماز پڑھنے والامرد ہو یاعورت سب پر۹؍ذی الحجہ کی فجر سے۱۳؍ذی الحجہ کی عصرتک ہرفرض نماز کے بعدایک مرتبہ تکبیرتشریق کہنا واجب ہے؛ البتہ مرد زور سے کہیں اورعورتیں آہستہ۔تکبیرتشریق یہ ہے:''اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ أَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.''

(۱۰) عیدالاضحیٰ کی قربانی ہرایسے مسلمان پرواجب ہے، جودسویں ذی الحجہ کی صبح کونصاب کامالک ہو، یعنی حوائج اصلیہ کے علاوہ اور دین سے فارغ ساڑھے باون تولہ (۶۱۲؍گرام ۳۶۰؍ملی گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ(۸۷؍گرام ۴۸۰؍ملی گرام) سونا، یاان دونوں میں سے کسی ایک کی مالیت اس کے پاس موجود ہو۔حوائج اصلیہ میں رہنے کا مکان، مصرف کے برتن، پہننے کے کپڑے، کھیتی باڑی کے لوازمات، روزی کمانے کے لئے اوزار وآلات وغیرہ داخل ہیں۔

(۱۱) قربانی مُردوں کی طرف سے واجب نہیں ہے؛ جس شخص پرواجب ہے اس کواپنی طرف سے قربانی کرنی چاہئے، پھراگراس میں صلاحیت ہواور چاہےتومُردوں کی طرف سے یاکسی زندہ رشتہ داریاکسی بزرگ کی طرف سے کرسکتا ہے۔

(۱۲) قربانی کاوقت دسویں ذی الحجہ کی صبح سے شروع ہوکر بارہویں ذی الحجہ کےغروب آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے، جہاں عید کی نماز واجب ہے، وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائزنہیں، اور جہاں واجب نہیں، وہاں دسویں ذی الحجہ کی صبح سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

(۱۳) رات کوقربانی کرنا جائز ہے، مگربغیرعذر کے رات کوقربانی کرنا بہترنہیں۔دسویں ذی الحجہ کوقربانی کرنا افضل ہے،اس کے بعد گیارہویں اوراس کے بعد بارہویں کو۔

(۱۴) قربانی کے جانوروں میں اونٹ پانچ سال سے کم کا نہ ہو، بیل اور بھینس دوسال سے کم کے نہ ہوں،اور بھیڑ، دنبے، بکری اورخصی ایک سال سے کم کے نہ ہوں، صرف دنبہ جو چھ ماہ سے زیادہ کا ہومگر دیکھنے میں ایک سال کا معلوم ہوتا ہواس کی قربانی جائز ہے۔

(۱۵) بھیڑ، بکری، خصی اور دنبہ کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہوسکتی ہے۔لیکن اونٹ، بیل، بھینس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

(۱۶) قربانی کا جانورتندرست اورفربہ ہونا چاہئے، ایسا جانورجواندھا، کانایالنگڑاہوجواپنےلنگڑے پیر کےسہارے سے مذبح تک نہ جاسکتا ہو،یاجس کا کوئی عضوتہائی سے زیادہ کٹا ہواہوان سب کی قربانی جائزنہیں۔

(۱۷) جوشخص قربانی کاارادہ رکھتا ہو،اس کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند ہونے کے بعدقربانی ہونے تک بال اورناخن نہ کٹوائے۔

(۱۸) قربانی کے جانور کے گوشت کوقربانی کرنے والااس طرح تقسیم کرےتو بہتر ہے؛ ایک حصہ فقراء ومساکین کے لئے، دوسراحصہ دوست واحباب کے لئےاورتیسراحصہ اپنے لئے۔

(۱۹) قربانی کے جانورمیں اگر چندآدمی شریک ہوں تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲۰) عیدالاضحیٰ کے دن کھانے کی ابتداءقربانی کے گوشت سے کرنا مستحب ہے۔

(۲۱) بنانے والے کی اجرت میں قربانی کا گوشت وغیرہ دینا جائزنہیں؛ بلکہ اس کی اجرت مقررکرکےاپنے پاس سے دی جائے، قربانی کے جانورکی کھال اپنے مصرف میں لانا یعنی اس کے ڈول، مشک وغیرہ بنالینا یاکسی کودے دینا جائز ہے۔لیکن اس کوفروخت کرنے کے بعداس کی قیمت محتاج اورنادارلوگوں پرصدقہ کرنا ضروری ہے۔اس کا مصرف وہی ہے جوزکوٰۃ کامصرف ہے،لہٰذاچرم قربانی کی قیمت کومسجد، مدرسہ کی تعمیر،تجہیزوتکفین میں استعمال کرنا جائزنہیں ہے۔

(۲۲) قربانی کے جانورکوبائیں پہلوقبلہ روزمین پرلٹاکربوقت ذبح یہ دعاپڑھے۔

''إِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلاَتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.''

پھر''بِسْمِ اللّٰهِ أَللّٰهُ أَكْبَرُ''کہہ کرذبح کرےاوربعدذبح یہ دعاپڑھے

: أَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذِهِ الْأُضْحِيَّةَ مِنِّىْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ.''

اوراگردوسروں کی طرف سے یاچندآدمیوں کی طرف سے ذبح کرنا ہوتو بجائے''مِنِّىْ'' کے''مِنْ فَلاَنِ ابْنِ فَلاَنٍ'' کہے یعنی جس کی طرف سے قربانی ہواس کانام اوراس کے باپ کانام لے۔

(۲۳) قربانی کے ساتھ عقیقہ بھی ہوسکتا ہے،بشرطیکہ قربانی اورعقیقہ دونوں کے لئے الگ الگ حصہ نکالا جائے۔

بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کرذبح کرے پھریہ دعاپڑھے۔

''أَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عَقِيْقَةُ ......ابْنِ...... دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِفُلاَنٍ مِنَ النَّارِ''

عقیقہ کے بعدبچہ یابچی کانام لیجئے جس کاعقیقہ مقصود ہو۔اگربچی ہوتوابن کی جگہ بنت کردیجئے۔نیز''بِدَمِهٖ بِلَحْمِهٖ بِعَظْمِهٖ بِجِلْدِهٖ بِشَعْرِهٖ'' کو''بِدَمِهَا بِلَحْمِهَا بِعَظْمِهَا بِجِلْدِهَا بِشَعْرِهَا'' پڑھئے۔ لفلان میں فلاں کے بجائے اس بچی یابچہ کانام لیجئے۔ابن اوربنت کے بعدبچہ یابچی کے باپ کانام لیجئے!

محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میدان عرفات میں تاریخی خطبہ

دوسروں کی جان و مل اور عزت و آبرو پر حملہ حرام ھے: لوگو!(یادرکھو) آپس میں ایک دوسرے کے مال پردست درازی، ایک دوسرے کی عزت وآبروپرحملہ کرنا حرام ہے۔جس طرح آج کے دن، اس شہراوراس مہینہ کی حرمت تمہاری نگاہوں میں ہے۔

جھگڑا نہ کرو: لوگو! جلدہی تم اپنے رب سے جاملوگے، وہ تم سے تمہارےاعمال کا حساب لے گا، یادرکھو! میرے بعدکہیں گمراہ نہ ہوجانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگو۔

نا روا باتیں: سن لو! جاہلیت کی تمام ہی باتیں (ذات برادری، وطن، زبان اور ہرطرح کی عصبیت وغیرہ) کواپنے پیروں تلے پامال کرتا ہوں، جاہلیت کے خون کے جھگڑوں کوختم کرتاہوں اورسب سے پہلے اپنے خاندان کےابن ربیعہ بن حارث کے خون کو باطل کرتا ہوں۔زمانۂ جاہلیت کے سودی مطالبات کو باطل کرتا ہوں اورسب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کےسودی قرضوں کو باطل قرار دیتا ہوں۔

عورتوں کے حقوق: لوگو! عورتوں کے بارے میں اپنے خداسے ڈرتے رہنا، یہ تمہارے لیےاللہ کی ذمہ داری پراوراس کے کلام کے ذریعہ تمہاری بیویاں بنی ہیں، ان کاجسم تمہارے لیے حلال ہواہے، تمہاراان پراتنا حق ہے کہ جن لوگوں کا آناجانا تم کو پسند نہ ہو، وہ ان کواپنے پاس نہ آنے دیں،اوراگرایسا کریں توتمہیں ان کوہلکی سزادینے کاحق ہے اورتم پران کاحق یہ ہے کہ تم انہیں اچھی طرح کھلاؤاور پلاؤ۔

کتاب اللہ: لوگو! میں تمہارے بیچ اللہ کی کتاب چھوڑکرجارہاہوں، اگرتم اس کومضبوطی سے پکڑے رہوگےتو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

آخری بات: لوگو! (یادرکھو) میرے بعدکوئی نبی نہیں ہوگااورنہ ہی تمہارے بعدکوئی امت ہوگی، پس خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا، پانچوں وقت کی نماز پڑھتے رہنا، رمضان کا روزہ رکھتے رہنے، خوش دلی کےساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ دیا کرنا، بیت اللہ کاحج کرنا اوراپنے امیر کی اطاعت کرتے رہنا، تب اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے۔

اے اللہ گواہ رہ: لوگو! میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا توتم کیا جواب دوگے؟ (صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا: ہم گواہی دیتے کہ بےشک آپ نے اللہ کے احکام پہونچادیے، آپ نے اپنی ذمہ داریوں کاحق اداکردیا، آپ نے ہمیں برے بھلے کی بات اچھی طرح سمجھادی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت سے آسمان کی طرف اورپھرمجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ۔

تبلیغ دین: لوگو! جوتم میں سے موجود ہیں، وہ ساری باتیں ان لوگوں تک پہونچادیں، جوآج کی مجلس میں حاضرنہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ بعض وہ لوگ جن تک یہ باتیں پہونچیں، وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ حفاظت کرنے والے ہوں، جن لوگوں نے براہ راست سنا۔خطبہ کے اختتام پرحضورصلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کوالوداع کہا۔

عیدالاضحیٰ کا پیغام

جان ومال کی قربانی اورایک صالح معاشرہ کی تعمیر

جس میں

- کسی کی جان ومال اورعزت وآبروپرحملہ نہ کیا جائے۔
- اللہ کی کتاب پرپوری طرح عمل کیا جائے۔
- ذات برادری، قومیت وعلاقائیت وغیرہ کی وجہ سے تعصب نہ برتا جائے۔
- اللہ، اس کےرسولؐ اورامیر کی اطاعت کی جائے۔
- عورتوں اورکمزوروں کوان کاپوراحق دیاجائے۔
- ایک دوسرے کے حقوق کااحترام کیا جائے۔

کچھ دیر اللہ والوں کی صحبت میں

"بزرگان دین کے حالات زندگی اور ان کے انمول واقعات کے مطالعہ سے زندگی میں توانائی وطاقت پیدا ہوتی ہے، اسی لئے یہاں چند اکابر ملت کے واقعات درج کئے جارہے ہیں، امید ہے کہ ارباب ذوق اس کو پسند فرمائیں گے اور عملی زندگی کو نکھاریں گے"

(۱) ابوحازم اپنے وقت کے بہت مشہور صاحب علم گذرے ہیں، ایک مرتبہ خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک نے ان کو قصر خلافت میں مدعو کیا، اور کہنے لگا کہ "اے ابوحازم! کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟"

ابوحازم نے جواب دیا کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے زندگی کو آباد کرلیا ہے اور آخرت کو ویرانہ بنادیا ہے، اسی لئے آبادی سے ویرانہ کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہو۔

سلیمان بن عبدالملک:۔ آپ نے صحیح فرمایا، لیکن یہ تو ارشاد فرمایئے کہ اب اللہ کی طرف کیسے متوجہ ہوا جائے؟

ابوحازم:۔ نیکوکار کی مثال ایسی ہے جو اپنے اہل وعیال سے دور رہا ہو، اور پھر آگیا ہو لیکن جس کی زندگی بدی ہی میں کٹی ہو تو اس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے آقا کے سامنے پیش کیا جائے۔

یہ سن کر سلیمان بن عبدالملک رونے لگا، اور کہا اے کاش ہمارا بھی کوئی مقام خدا کے یہاں ہوتا!

ابوحازم:۔ اے خلیفہ! اپنے آپ کو کتاب اللہ کی ترازو پر رکھو تو خود بخود معلوم ہوجائے گا کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟

سلیمان بن عبدالملک:۔ اور یہ مقام کس آیت میں واضح ہوگا۔

ابوحازم:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی حجیم"

سلیمان:۔ لیکن یہ اللہ کی رحمت کہاں ہے؟

ابوحازم:۔ "قریب من المحسنین"

سلیمان:۔ اے ابوحازم! ہمارے لئے دعاء کیجئے!

ابوحازم:۔ اے پروردگار! اگر سلیمان بن عبدالملک تیرا دوست ہے تو اس کو بھلائی کی توفیق عطا فرما! اور اگر تیرا دشمن ہے تو اس شخص کی پیشانی پکڑ کر بھلائی کی طرف لے جا۔

یہ کہہ کر ابوحازم اٹھ کھڑے ہوئے، اور وہ تمام انعامات جو خلیفہ وقت نے عطا کئے تھے واپس کردئے، اور فرمایا، جب تک علماء اپنے علم کو امراء سے بچاتے رہیں گے امراء ان سے ڈرتے رہیں گے۔

(۲) عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بازار گیا، راستہ میں ایک شخص ملا جس کو جذام کی بیماری تھی، اور بدن پر زخم بھی تھے، گلی کے لڑکے اس کو پتھروں سے مار رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خون آلود تھا، لیکن اس کے ہونٹ حرکت کررہے تھے، میں اس کے قریب گیا تاکہ بات سن سکوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟

میں نے سنا کہ وہ شخص کہہ رہا ہے "اے میرے رب! تو خوب جانتا ہے کہ اگر میری ایک ایک بوٹی قینچی سے کاٹ دی جائے اور میری ہڈیاں آرے سے چیر ڈالی جائیں تو بھی میری محبت تیرے ساتھ بڑھتی جائے گی۔ اب تجھ کو اختیار ہے جو چاہے کر۔

(۳) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک جگہ آگ لگ گئی، لیکن ان مکانات کے بیچ میں ایک جھونپڑی بچ گئی، اس زمانے میں بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے، انہوں نے اس کی تفتیش کی، تو معلوم ہوا کہ اس جھونپڑی میں ایک تارک الدنیا صاحب رہتے ہیں جنہوں نے اللہ سے یہ دعا مانگی تھی کہ ان کی جھونپڑی کو کبھی آگ نہ لگے، یہی وجہ ہے کہ ان کی یہ جگہ محفوظ رہ گئی۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا، بے شک میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بسا اوقات ایک مفلوک الحال شخص خدا کی قسم کھا جاتا ہے تو اللہ اس کو پورا کرتا ہے۔

(۴) یحییٰ بن معاذ بھی اپنے وقت کے بڑے عارف گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں: دنیا ایک ویرانہ ہے اور اس سے بھی ویران وہ دل ہے جو دنیا کو آباد کرے، آخرت ایک آبادی ہے اور اس سے زیادہ وہ دل شاداب ہے جو اس کو آباد کرے۔ فرماتے تھے کہ ایک شخص اپنے مال کے ضائع ہونے پر تو بہت غمگین ہوتا ہے، لیکن ہر روز زندگی کم ہورہی ہے اس پر کوئی غم نہیں، رات لمبی ہوتی ہے لیکن تم اس کو اپنے سونے سے ضائع نہ کرو، دن روشن ہوتا ہے اس کو اپنے گناہوں سے تاریک نہ کرو۔ فرماتے تھے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو دنیا کو چھوڑ دے، اس سے پہلے کہ دنیا اس کو چھوڑے، اور اپنی قبر پہلے تیار کرلے اس سے پہلے کہ اس کو اس میں داخل کیا جائے اور اپنے رب کو راضی کرلے اس سے پہلے کہ وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

(۵) حضرت امام فخرالدین رازیؒ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے تقریباً ہر موضوع پر کتاب لکھی ہے۔ ان کی تفسیر "تفسیر کبیر" خاص اہمیت رکھتی ہے۔ امام صاحبؒ کا عہد اور سلطان شہاب الدین غوری کا زمانہ ایک ہی تھا، ایک دفعہ برسر منبر وعظ کہتے ہوئے امام صاحب نے شہاب الدین غوری سے کہا: "اے دنیا کے بادشاہ نہ تیری سلطنت باقی رہے گی، اور نہ رازی کا قلق ونفاق، ہم سب کو خدا کے پاس واپس جانا ہوگا، راوی کا بیان ہے کہ شہاب الدین غوری دیر تک روتا رہا (روضۃ البہیہ ۷۰/)

امام ہی صاحب کا ایک دوسرا واقعہ یہ بھی ہے کہ:۔ ایک مرتبہ آپ ہرات تشریف لے آئے تو ایک مرد صالح سے ملاقات ہوئی، تو اس نے کہا، آپ کا سرمایہ فخر علم ہے، لیکن خدا کی معرفت آپ نے کیسے حاصل کی؟ امام صاحب نے فرمایا، سو دلیلوں سے، اس مرد صالح نے کہا کہ دلیل کی ضرورت تو شک کے زائل کرنے کے لئے ہوتی ہے، لیکن خدا نے میرے دل میں ایسی روشنی ڈالی ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں شک کا گذر ہی نہیں ہوسکتا ہے کہ مجھ کو دلیل کی ضرورت ہو، میں اس مرد صالح کے ہاتھ پر توبہ کی اور خلوت نشیں ہوگئے۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ مرد صالح شیخ نجم الدین کبریٰ تھے۔ (مفتاح السعادۃ، ج ۱ ص، ۴۵۰۔۴۵۱)

(۶) ایک مرتبہ ابوحازم حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں تشریف لائے، تو حضرت عمرؒ نے فرمایا، کچھ نصیحتیں فرمایئے:۔ ابوحازم نے جواب دیا، اے خلیفہ لیٹ جاؤ، اور یہ تصور کرو کہ موت تمہارے سر پر کھڑی ہے، پھر یہ غور کرو تم اس وقت کیا پسند کروگے؟ بس اسی چیز کو پکڑ لو اور جس چیز کو موت کے وقت ناپسند کرو اس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو، ہوسکتا ہے کہ قیامت قریب ہو۔ (منقول از "حضارۃ الاسلام" شمارہ ربیع الآخر ۱۳۸۳ ہجری ص ۱۵۰)

(۷) حضرت امیر معاویہؓ کی فرمائش پر حضرت ضرار بن ضمرہ نے ان کے سامنے حضرت علیؓ کے حالات بتاتے ہوئے فرمایا "اے امیر المومنین! حضرت علیؓ اس دنیا اور اس کی جگمگاہٹ کو ناپسند کرتے تھے، رات کی تاریکی سے محبت تھی، ہمیشہ موٹا پہنتے اور موٹا کھاتے۔

میں نے اکثر ان کو دیکھا جب کہ رات ڈھلنے پر ہوتی اور دن ڈوبنے کے قریب ہوتا وہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے بے چینی کی حالت میں روتے ہوئے کہتے "اے دنیا تو میرے نصیب میں آئی ہے حالانکہ میں تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں، جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، تیری عمر بہت تھوڑی ہے، تیرا عیش بہت حقیر ہے، لیکن تیرا فتنہ بہت بڑا ہے۔ ہائے افسوس کہ زاد راہ کچھ بھی نہیں ہے، سفر طویل ہے، اور راستے نامانوس ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر امیر معاویہؓ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوگئی۔ (صفۃ الصفوہ لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۲۲)

(۸) ایک مرتبہ ابن سماک ہارون رشید کے دربار میں تشریف لائے تو تھوڑی دیر بعد ہارون رشید نے پانی طلب کیا، جب خادم نے پانی حاضر کیا تو ابن سماک نے فرمایا، اے خلیفہ اگر اس پانی کو آپ کے جسم سے نکلنے سے روک دیا جائے تو اس کو نکالنے پر آپ کیا خرچ کریں گے، ہارون رشید نے جواب دیا اپنی پوری بادشاہت، اس پر ابن سماک نے کہا کہ اے امیر المومنین! ٹھہر جایئے اور بتلایئے کہ اگر اس وقت آپ کو یہ پانی نہ دیا جائے تو اس کو کتنے میں خریدیں گے؟ ہارون رشید نے جواب دیا، اپنی نصف بادشاہت سے، جب ہارون رشید پانی پی چکا تو ابن سماک نے فرمایا، اے امیر المومنین! جس ملک وسلطنت کی قیمت ایک گھونٹ پانی اور پیشاب ہو تو وہ اس لائق ہے کہ اس پر کوئی زیادہ توجہ نہ جائے، یہ سن کر ہارون رشید اشکبار ہوگئے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید ۳۹۳)

(۹) حضرت منذر بن سعیدؒ اپنے دینی امور میں بہت سخت تھے، خلیفہ وقت ناصر باللہ بھی ان کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا، لیکن اس کے باوجود منذر بن سعید خلیفہ کو اس کی دینی کوتاہیوں پر سرزنش کرتے رہتے تھے۔

جب اس نے قصر زہری تعمیر کیا تو حضرت منذر بن سعید کو ناصر کی یہ دنیاوی مشغولیت پسند نہ آئی، ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ میں جب کہ ناصر باللہ بھی موجود تھا، آپ نے اپنا خطبہ قرآن مجید کی اس آیت سے شروع فرمایا:۔

"قل متاع الدنیا قلیل والاٰخرہ خیر لمن اتقی وھی دار القرار" (ترجمہ) آپ فرمادیجئے دنیاوی فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت خیر ہی خیر ہے، ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور وہی ہیشگی کی جگہ ہے"۔

اس کے بعد منذر بن سعید نے دنیاوی لذتوں میں مصروف رہنے والوں اور آخرت سے بے خبری برتنے والوں پر ایک پراثر وعظ کہا، دنیاوی معاملات میں زہد کی تعلیم دی اور موت جیسی حقیقت کو یاد دلایا۔

راوی کا بیان ہے کہ پورا مجمع فرط خوف سے زار زار رو رہا تھا، اور خود ناصر باللہ بھی اشکبار تھا اور چہرے پر ندامت کے آثار تھے۔ (معجم الادباء ج ۷ ص ۱۸۲)

(۱۰) مشہور مفسر اور لغوی امام زمخشریؒ کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، حضرت دامغانیؒ نے ان سے پیر کے بیکار ہوجانے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے ایک چڑیا کو دھاگے سے باندھکر اس زور سے کھینچا کہ اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی، یہ دیکھ کر میری والدہ رنجیدہ ہوئیں اور فرمایا خدا تمہاری بھی ٹانگ ضائع کرے، بات گئی گذری، لیکن جب میں طلب علم کے لئے بخارا کے سفر پر روانہ ہوا تو سواری سے گر پڑا اور میری یہ ٹانگ ضائع ہوگئی، آج بھی میں سوچتا ہوں تو صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ حادثہ میری والدہ کے کہنے کے عین مطابق ہوا۔ (معجم الادباء ج ۷ ص ۱۴۷)

(۱۱) محدث ومورخ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے ان میں سے ایک ہاشمی تھے، ایک مرتبہ میں تنگ دستی وعسرت میں مبتلا ہوگیا، میری بیوی نے کہا کہ ہم لوگ تو کسی نہ کسی طرح گزر کرسکتے ہیں، پھر عید بھی سر پر آگئی ہے، پڑوسیوں کے بچے نئے نئے کپڑے پہنیں گے، خوشیاں منائیں گے، بچے ان باتوں کو کیسے برداشت کرسکیں گے، یہ سب سوچ کر ہی میرا دل خون ہوا جارہا ہے، بیوی کی یہ بات سن کر میں نے اپنے ہاشمی دوست کو خط لکھا۔

چنانچہ اس نے ایک تھیلی بھیجی جس میں ایک ہزار درہم تھے، ابھی مجھ کو یہ تھیلی ملی ہی تھی کہ میرے ایک دوسرے دوست کا خط اسی مضمون کا جو میں اپنے دوست کو لکھ چکا تھا آگیا، اس لئے میں نے وہ تھیلی جوں کی توں ان کی خدمت میں بھیج دی۔ عید کا دوگانہ ادا کرکے میں ڈرتے ڈرتے گھر گیا، بیوی کو سارا ماجرا سنایا، خدا کا شکر ہے کہ وہ خفا نہیں ہوئیں بلکہ خوشی کا اظہار کیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میرا ہاشمی دوست آگیا اور اس کے ہاتھ میں وہی تھیلی تھی جو میں نے اس سے منگا کر دوسرے دوست کو بھیج دی تھی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ صحیح صحیح واقعہ بتاؤ کہ یہ کیا ہے؟ جب میں نے پوری صورت حال بتائی تو اس نے کہا کہ تم کو یہ تھیلی بھیجنے کے بعد میں نے دوسرے دوست کو خط لکھا تو انہوں نے جواب میں یہ تھیلی بھیجی، تب سارا واقعہ ہم لوگوں کی سمجھ میں آگیا، خیر ہم تینوں دوستوں نے اس طرح آپس میں غم خواری کی، لیکن شدہ شدہ یہ بات مامون رشید کو بھی معلوم ہوگئی، وہ ہم لوگوں کی اس محبت وایثار سے بہت خوش ہوا، اور ہم تینوں دوستوں کو دو دو ہزار دینار، اور ہم لوگوں کی بیویوں کو ایک ایک ہزار دینار عطا فرمائے (معجم الادباء ج ۷ ص ۵۷)

(۱۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ملنے والوں سے پانچ باتوں کی نصیحت ضرور فرمایا کرتے تھے:۔ (۱) دنیا میں اپنے گناہوں سے ڈرو (۲) خدا کے علاوہ کسی اور سے آس نہ لگاؤ (۳) اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو تو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرو (۴) اگر کوئی چیز نہ جانتے ہو اور پھر تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے تو صاف کہہ دو کہ نہیں معلوم۔ (۵) ایمان لانے کے بعد صبر کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بدن کے لئے سر کی موجودگی، کیونکہ اگر سر کاٹ دیا جائے تو بدن بے کار ہوجاتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید ص ۱۴۶)

لیبیا میں عالمی سیاست اور ترکی کی دلچسپی

ابرار احمد مکی

کرنل معمر قذافی کے بعد لیبیا اب عالمی سیاست کا مرکز بن چکا ہے۔ اس ملک کی سیاست میں متعدد ممالک کی بڑھتی دلچسپیوں نے بہت سے سوالات کھڑے کردئے ہیں جو خود لیبیا کے پرامن مستقبل کے لیے انتہائی توجہ طلب ہیں۔ کیوں کہ ایک طرف ترکی اس ملک کی دستوری حکومت سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش میں مصروف ہے، وہیں مصر اور عرب امارات بھی خلیفہ حفتر کی پشت پناہی کرتے ہوئے لیبیا کی سیاست کو ایک اور رخ دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس لیے اس صورت حال میں متحدہ لیبیا کا مسئلہ ایک اہم سوال بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس ملک سے جڑے ہوئے چند عالمی مسائل پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

چند ماہ قبل لیبیا اور ترکی کے درمیان سمندری نگرانی اور فوجی تعاون کے معاملات پر سمجھوتے ہوئے ہیں۔ ان سمجھوتوں کے متعلق بہت سے سیاسی مبصرین تسلیم کرتے ہیں کہ بحیرہ روم کے خطے میں مزید کشیدگی پیدا ہوگی۔ کیوں کہ ترکی وہاں موجود توانائی اور قدرتی ذخائر کی حصولیابی کی کوشش کررہا ہے۔ حالاں کہ لیبیا کے تئیں ترکی کے اقدامات میں خیرسگالی کا جذبہ کارفرما ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ لیبیا عالمی سیاست کی غیر ضروری مداخلت سے بکھر نہ جائے۔ قطر بھی ترکی کے معاملات میں فکرمند ہے۔ کیوں کہ اس کے پیش نظر لیبیا کی صلاح وفلاح ہے۔ لیبیا کے تئیں وضاحت ترک صدر طیب اردگان کے کمیونیکشن ڈائریکٹر فرحت دین التون کے اس ٹویٹ سے بھی ہوتی ہے جس میں انھوں نے کہا کہ 'ترکی اور لیبیا کے درمیان فوجی تعاون دراصل لیبیا کے عوام کو جنگی خطرات سے تحفظات فراہم کرنا ہے۔ ترکی کے ان اقدامات پر لیبیا کے کمانڈر حفتر نے جس ردعمل کا اظہار کیا وہ بھی انتہائی افسوس ناک ہے۔ کیوں کہ انھوں نے دھمکی آمیز لہجے میں ترک باشندگان کو گرفتار کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ظاہر ہے اس کارروائی میں کئی پیچیدہ معاملات سامنے آئیں گے۔ کمانڈر حفتر کے پیچھے کئی عالمی طاقتیں کام کررہی ہیں۔ بعض مسلم ممالک بھی اس کی پشت پناہی میں مصروف ہیں۔ فرانس جس قدر حفتر کو تعاون فراہم کررہا ہے، وہ لیبیا کی سیاست کا ایک اہم پہلو ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ فرانس حفتر کی پشت پناہی سے انکار کرتا ہے۔ ادھر حالیہ دنوں میں طرابلس میں قائم گورنمنٹ آف نیشنل اکارڈ (جی این اے) کے وزیراعظم نے ترک صدر سے ملاقات کرکے اتحاد کا مظاہرہ کیا اور باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کا عندیہ بھی پیش کردیا۔ اس قربت سے جہاں ترکی اور لیبیا کی سیاست میں ایک نیا منظرنامہ قائم ہوا، وہیں عالمی سیاست میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی اور خلیفہ حفتر سمیت بہت سے مغربی ممالک کو ترکی-لیبیا کی یہ قربت ہضم نہیں ہو پارہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کی ہرممکنہ کوشش تیز ہوگئی ہے۔ کچھ دنوں قبل لیبیا میں ترکی ایئر ڈیفنس کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس لیے سوال اٹھنا فطری ہے کہ کس کے اشارے پر یہ سب کیا جارہا ہے؟ حالاں کہ حفتر نے واضح کیا کہ ایئربیس پر حملہ نامعلوم جنگی طیاروں نے کیا ہے۔ اس نقصان کے بعد ترکی اور لیبیا نے جس سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا، وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ کیوں کہ ترکی کے وزیر دفاع نے اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا اور وہ مسلسل لیبیا کی دستوری حکومت کے رابطے میں ہیں اور اپنے تعلقات کو مزید بہتر کررہے ہیں۔ قوی امید ہے کہ ان دونوں ممالک کی سیاسی بصیرتوں کی وجہ سے حملہ آوروں کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہاتھ آئے گی۔

لیبیا میں قائم فائز السراج کی حکومت اقوام متحدہ سے منظور شدہ ہے۔ اس لیے اس حکومت کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنے کی کوشش کی جارہی۔ چوں کہ بین الاقوامی طور پر یہ ایک تسلیم شدہ حکومت ہے، اس لیے اسے فی الفور پلٹ دینا کوئی آسان نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ حفتر نے لیبیا کے مشرقی حصوں کو اپنے قبضے میں کرنے میں کسی حد تک کامیابی حاصل کرلی ہے، حقیقت یہ ہے کہ حفتر تنہا یہ کام نہیں کررہا ہے بلکہ اس کے پیچھے جہاں روس، فرانس اور دیگر مغربی ممالک ہیں، وہیں مصر، عرب امارات اور دیگر عرب ممالک وغیرہ بھی فائز السراج حکومت کے خلاف درپردہ کام کررہے ہیں۔ ایسے میں ظاہر ہے کہ اقوام متحدہ سے تسلیم شدہ حکومت کے لیے پریشان کن صورت حال بنی رہے گی۔ گویا اس طرح دیکھا جائے تو لیبیا کو برباد کرنے میں نہ صرف مغربی ممالک اہم کردار ادا کررہے ہیں بلکہ بہت سے مسلم ممالک کی نامناسب حرکتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لیبیا کی تقسیم کا خطرہ درپیش ہے۔

معمر قذافی کے زمانے میں حفتر نے جوگندی سیاست کی، اس سے بھی اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ وہ پشت پناہی کرنے والی طاقتوں کی منہ بھرائی کی وجہ سے لیبیا کے مستقبل پر غور وفکر نہیں کررہا ہے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ 1980 میں قذافی سے مخاصمت کے بعد اس نے امریکہ کا دورہ کیا اور سی آئی اے کے قریب بھی ہوا۔ یہی وہ دور تھا کہ جس میں عالمی طاقتوں نے حفتر کی ذہن سازی کی اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی شروعات بھی۔ 2011 میں جب قذافی کے خلاف بغاوت شروع ہوئی تو وہ ملک واپس آیا اور اپنے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے ملک کے مشرقی علاقوں میں اپنے اثر ورسوخ پیدا کرنا شروع کردیا۔ گویا حفتر کو آج سے نہیں بلکہ کئی دہائیوں سے مغربی طاقتوں کی حمایت حاصل ہے۔ اس لیے وہ اندرونی طور پر مضبوط ہے۔

لیبیا اور ترکی کے درمیان حالیہ قربت بہتر مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی 2023 کے بعد کے ترکی کو سامنے رکھیں تو اندازہ ہوگا کہ لیبیا ترکی سے ضرور فائدہ اٹھائے گا۔ کیوں کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی پر لگنے والی پابندیاں ہٹ جائیں گی اور ترکی بہت سے معاملات میں خودمختار ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ مسلم ممالک میں اس کا قد بلند ہوگا۔ اس لیے لیبیا سے ترکی کے بڑھتے تعلقات دونوں ممالک کے لیے خوش آئند ہیں اور یہاں کے عوام کے لیے سودمند بھی۔

لیبیا کی خانہ جنگی نہ صرف ایک ملک کا سوال ہے، بلکہ اس سوال کو مزید الجھانے میں بہت سے ممالک لگے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی لیبیا کا معاملہ مسلم ممالک کے درمیان بھی انا کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اس انانیت میں ملک کے قدرتی وسائل سے وہ افراد فائدہ نہیں اٹھا پارہے ہیں، جنھیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے بلکہ مغربی طاقتیں مسلم ممالک کو آپس میں الجھا کر مسلم ممالک کی ساکھ کمزور کررہی ہیں۔ اس لیے مسلم ممالک لیبیا کے معاملات کو انانیت کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اگر ترکی اور لیبیا متعدد محاذوں پر آگے بڑھ رہے ہیں تو اس اتحاد کو مزید مضبوط کرنے کی کوشش ہونی چاہیے تاکہ مسلم ممالک کے درمیان تصادم کی جو فضا نظر آرہی ہے وہ ختم ہو۔ 2023 میں ترکی سے پابندیاں ہٹنے والی ہیں تو ایسے میں مسلم ممالک کو متحدہ کوشش کرکے کوئی تاریخی قدم اٹھانا چاہیے کہ قدرتی ذخائر سے وہ سب کے سب مستفید ہوسکیں۔ گویا مسلم ممالک کا ایک دوسرے کے خلاف زور آزمائی کا معاملہ نہ صرف سیاست سے جڑا ہوا ہے، بلکہ وہ اسلامی شان وعظمت سے بھی مربوط ہے۔ اس لیے مثبت اقدامات اور متحدہ کوششوں سے ہی مسلم ممالک میں ذہنی ہم آہنگی کی فضا قائم ہوسکتی ہے اور مضبوط معیشت کا نظام پروان چڑھ سکتا۔

قدرت نے یہ زخم دیئے ہیں، وہی دوا بھی دے گا

کوثر خان

جن مشکل حالات سے ہم گزر رہے ہیں اور جن دشواریوں کے درمیان ہم زندگی گزار رہے ہیں، ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، ہر ایک کے لئے یہ صبر آزما دور ہے، معاشرے اور سماج کا ہر طبقہ خواہ وہ بوڑھا ہو کہ جوان، غریب ہو کہ امیر، تعلیم یافتہ ہو کہ غیر تعلیم یافتہ، سیاسی شخصیت ہو کہ عام آدمی اس کورونا وائرس کی وبا کی زد میں ہے، خوفزدہ اور انتہائی پریشانی کے عالم میں ہے، اس وبا کی زد میں ذات پات، مذہب اور عوامی نمائندے ہر ایک نشانے پر ہیں۔

کیا ہم نے کبھی غور وفکر کیا ہے کہ ہم کیسی تیز رفتار غیر ذمہ دارانہ، من چاہی زندگی گزارتے آرہے ہیں، جس کا نتیجہ ہم اس وبا کی شکل میں سزا کے طور پر پارہے ہیں، دنیا کی ترقی یافتہ مالدار اور گھمنڈی ملکوں کی طرف نظر کیجئے۔ اپنی انانیت (Egoism) اور ہر ترقی کے خاطر کتنے چھوٹے اور غریب ملکوں کو تباہ وتاراج کیا۔ اپنے مہلک ہتھیاروں کے استعمال کے ذریعہ ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ان سائنسی ٹکنالوجی کے ترقی یافتہ ممالک، ہتھیاروں کی دوڑ میں انبار لگانے والے ملک، کورونا وائرس کی وبا کے آگے بے بس، لاچار اور مایوس ہیں۔

ان کے سائنسدانوں، ریسرچ کرنے والے ڈاکٹروں کی ٹیموں کی کوششوں اور انتھک محنتوں کے باوجود اس وائرس کا Vacine تیار نہ ہوسکا۔ کیا یہ وائرس پروردگار کی جانب سے دنیا والوں کے لئے سزا نہیں ہے؟ تنبیہ نہیں ہے؟ ایک وائرس کے جھٹکے کا تم مقابلہ نہیں کرسکتے تو ہماری عظیم الشان کائنات اور خدائی قدرت کے آگے تمہاری کوئی حیثیت نہیں۔

دنیا کی حکومت نے جو احتیاطی قدم اٹھائے ہیں۔ جیسے لاک ڈاؤن، شخصی دوری، وبا کو روکنے کے انتہائی قدم اس کی جتنی ستائش کی جائے کم ہے۔ بہت سے لوگ ان اقدامات سے پریشان ہیں، چند لوگ خوفزدہ ہیں، چند لوگ مایوس ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے لئے ایک آزمائشی دور ہے۔

اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ قدرت نے یہ زخم دیئے ہیں تو وہی اس کی دوا بھی عطا فرمائے گا، وہ قادر مطلق ہے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں، لفظ ''کُن'' سے زمین وآسمان اور زمین وآسمان کے درمیان کی ہر نعمت کو پیدا فرمایا، اس کے لئے اس وباء کو دور کرنا کیا مشکل کام ہے، شرط یہ ہے کہ کوئی اپنے دامن کو پھیلا کر آنکھوں میں آنسو لے کر اس کی رحم وکرم کی بھیک تو مانگے۔

اللہ پاک کی دوسری مخلوقات پر نظر دوڑائیں، پرندوں کی پرواز میں کوئی فرق نہیں، جانور جنگلوں میں بے خوف دوڑ پھر رہے ہیں، آج ہم تروتازہ ہوا میں سانس لے رہے ہیں، ہوا کی آلودگی انتہائی کم ہوگئی ہے، گل برگ کے پیڑوں پر انتہائی خوبصورت پھول کھلے ہوئے ہیں، خوبصورت نظارہ، یہ پھول کہہ رہے ہیں ہم خوبصورتی اور خوشبو پھیلا رہے ہیں، ہمیں اس کا انعام ملے نہ ملے۔ یہ انسانیت کے ان پھولوں اور پیڑوں کا پیغام ہے۔

اس لاک ڈاؤن کے وقت ہمیں اپنی فیملی کے ساتھ رہنے، جیسے بال بچوں کے ساتھ کھانا کھانے ایک ساتھ گھر کے کام کاج کرنے اور ایک دوسرے کو بہتر بنانے کا موقع ملا۔ زندگیوں کو بہتر بنانے کا موقع نصیب ہوا۔

اس موقع کے باوجود ہماری پریشانیاں کم نہیں ہوئی ہیں بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کو ترتیب دیں۔ پروردگار عالم کی بتائی ہوئی طرز زندگی گزاریں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حقانیت کو تسلیم کریں۔ آیئے ہم اس صبر آزما اور مشکل دور میں ایک دوسرے کی مدد کریں، غمگساری کریں، سہارا بنیں۔ وقت ہی تو ہے گزر جائے گا۔

ہم نے قدرت کے بے شمار خزانوں کا بے جا استعمال کیا اور کرتے آرہے ہیں، دولت جمع کرنے کی حرص وہوس نے قدرت کے انمول خزانوں کی حفاظت اور ان کی خوبصورتی میں اضافے کے بجائے بے دردی سے لوٹا ہے۔ قدرت بھی ہمیں اس کی سزا دے رہی ہے۔

سرسبز وشاداب، گھنے جنگلوں میں بھیانک آگ، سمندروں کی لہروں میں یکایک طغیانی اور سونامی جیسے حادثات سے شہروں کی تباہی اور موسموں کا تبدیل ہوکر تیز وتند ہواؤں کے ذریعہ آبادیوں کو، بلند وبالا عمارتوں کو، بستیوں کو اجاڑ دینا، یہ سب قدرت کی جانب سے انتقام ہے۔

کورونا وائرس کی وبا بھی قدر کی طرف سے ایک تازیانہ ہے، تنبیہ اور وارننگ ہے انسانوں کی بے بسی کی تصویر ہے۔

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

انڈونیشیا: سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ سے ۳۰/افراد ہلاک

جنوب مشرقی ایشیا میں شدید بارش کے بعد سیلاب اور لینڈ سلائڈ نگ سے ہونے والی اموات کا سلسلہ جاری ہے۔ انڈونیشیا میں سیلاب اور لینڈ سلائیڈ نگ کے باعث ۳۰/افراد ہلاک ہوگئے۔ انڈونیشیا کے جزیرے سولاویسی میں رواں ہفتہ ہونے والی بارشوں کے باعث سیلابی صورتحال پیدا ہوئی اور لینڈ سلائیڈ نگ کے واقعات رونما ہوئے۔ (یواین آئی)

عوام کو ماسک پہننے کا حکم نہیں دوں گا: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ وہ امریکی عوام کو ''کورونا وائرس (کووڈ-19)'' کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ماسک پہننے کا حکم نہیں دیں گے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے مسٹر ٹرمپ نے کہا کہ وہ ملک میں ماسک لازمی بنائے جانے کے حق میں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو کچھ آزادی ملنی چاہئے۔ مسٹر ٹرمپ کا یہ بیان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب متعدی امراض کے ماہر ڈاکٹر اینتھونی فاؤچی نے قومی اور مقامی رہنماؤں سے اپیل کی ہے کہ وہ لوگوں کو ماسک پہننے کی ترغیب دینے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت ضروری ہے اور ہمیں ماسک پہننا چاہئے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ماسک کا استعمال امریکہ میں ایک سیاسی معاملہ بن گیا ہے اور اس پر لوگوں کی مختلف رائے ہے، مسٹر ٹرمپ کو گذشتہ ہفتہ پہلی بار عوام میں ماسک پہنے دیکھا گیا تھا۔ (یواین آئی)

جنوبی چین میں امریکی بحری بیڑوں کی دوباری تعیناتی

امریکی بحریہ کے جن دو بحری بیڑوں نے اسی مہینے بحیرہ جنوبی چین میں فوجی مشقیں کی تھیں، ان میں سے ''یو ایس ایس نمٹز'' اور ''یو ایس ایس رونلڈ ریگن'' نامی بیڑوں کو امریکہ نے جمعہ کے روز دوبارہ اسی خطے میں تعینات کر دیا ہے۔ یہ اطلاع وائس آف امریکہ نے دی ہے۔ ادھر بیجنگ سے موصولہ اطلاع کے مطابق چین نے کہا ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کی سپر پاور کے طور پر امریکہ سے اس کا مقام نہیں چھیننا چاہتا، لیکن وہ اپنے خلاف کسی امریکی زیادتی کو برداشت نہیں کرے گا۔ (یواین آئی)

ہزاروں نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے والے امریکی شہری فہیم صالح کا بہیمانہ قتل

ہزاروں نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کیلئے مشہور بنگلہ دیشی نژاد امریکی شہری فہیم صالح کا کسی نے بہیمانہ قتل کر دیا۔ امریکی شہر نیویارک کے تجارتی مرکز مین ہیٹن میں ۳۳/سالہ فہیم صالح کو انہیں کے فلیٹ میں قتل کر کے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ فہیم کی لاش اُن کی بہن کو منگل کی سہ پہر تقریباً ساڑھے تین بجے ملی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ فہیم کی بہن نے انہیں فون لگایا تھا۔ لیکن کئی بار فون کرنے کرنے کے باوجود فہیم کا کوئی جواب نہیں آیا تو وہ پریشان ہوگئیں اور انہیں دیکھنے اُن کے فلیٹ پہنچیں۔ تب جا کر اس قتل کا انکشاف ہوا۔ پولیس کے مطابق فہیم کی لاش کا سر، ہاتھ اور ٹانگیں الگ الگ ملی ہیں جنہیں قاتل نے تھیلوں میں بند کر دیا تھا۔ فہیم صالح کے والدین بنگلہ دیشی نژاد تارکینِ وطن تھے۔ فہیم نے پاکستان میں چلنے والی ''بائیکیا'' کی سروس کی طرز پر نائیجیریا، بنگلہ دیش اور نیپال میں موٹر سائیکل سروسیز متعارف کروائی تھیں، جوان ملکوں میں ہزاروں بے روزگار نوجوانوں کے روزگار کا سبب بنی تھیں۔ ان کے اسٹارٹ اپ کی خاص بات موٹر سائیکل چلانے والے نوجوانوں کو ٹیکنالوجی کی تربیت دینا تھا، جس کے نتیجے میں ان کی کمپنی کے مطابق سیکڑوں نوجوان آگے چل کر آئی ٹی فیلڈ سے منسلک ہوئے۔ (انقلاب نیوز پورٹل)

امریکہ میں ۱۷/سال بعد سزائے موت پر عمل درآمد

امریکہ میں ۳/افراد کے قاتل ڈینیل لی کو زہریلا انجکشن لگا کر ۱۷/برس بعد سزائے موت پر عملدرآمد کر دیا گیا، جب کہ اس سے قبل آخر مرتبہ ۲۰۰۳ء میں کسی مجرم کو یہ سزا دی گئی تھی۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق نسلی منافرت کو بنیاد بنا کر ملزم ڈینیل لی نے تین افراد کو قتل کر دیا تھا۔ اسے جرم ثابت ہونے پر ۱۹۹۹ء میں سزائے موت سنائی گئی تھی، لیکن اس کے بعد سے امریکہ میں سزائے موت پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ اب جا کر اپیلز کورٹ کے فیصلے کے تناظر میں وفاقی سطح پر پہلی مرتبہ سزائے موت کے فیصلے پر عملدرآمد کی راہ ہموار ہوئی۔ منگل کو امریکی ریاست انڈیانا میں ٹیری ہاؤٹ کے وفاقی جیل خانے میں سزا پر عمل درآمد کیا گیا۔ سزا پر عمل درآمد کے وقت ڈینیل لی کا کہنا تھا کہ اس نے زندگی میں بہت سے غلط کام کیے ہیں لیکن وہ قاتل نہیں ہے۔ حکام کے مطابق لی کے آخری الفاظ تھے ''تم ایک بے گناہ شخص کو قتل کر رہے ہو۔'' ماہرین کا کہنا ہے کہ ڈینیل لی کی سزا پر عمل درآمد کے بعد اس حوالے سے ہونے والی بحث ایک مرتبہ پھر مرکزی حیثیت حاصل کر لے گی اور امریکی انتخابات میں بھی یہ اہم موضوع بن کر سامنے آئے گا۔ (نیوز ا کسپریس پی کے)

ایران نے تاخیری حربے اپنانے پر بھارت کو اہم تجارتی منصوبے سے علیحدہ کر دیا

ایران نے مسلسل تاخیری حربے استعمال کرنے پر بھارت کو چاہ بہار بندرگاہ سے زاہدان تک ریلوے منصوبے سے علیحدہ کر کے اپنے بل بوتے پر منصوبے کو مکمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق ایران نے چاہ بہار بندرگاہ سے زاہدان تک ۶۲۸/کلومیٹر طویل ریلوے لائن کی تعمیر کے منصوبے کے لیے فنڈز جاری نہ کرنے اور مختلف تاخیری حربے استعمال کرنے پر بھارت کو ۴۰/کروڑ ڈالر کے اہم تجارتی منصوبے سے علیحدہ کرتے ہوئے منصوبے کو اپنے بل بوتے پر مکمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بھارت کی جانب سے اہم منصوبے پر معاہدے کے بعد حیلے بہانوں سے تاخیر کرنے پر ایرانی حکومت نے چین کے ساتھ ۴۰۰/ارب ڈالر کی شراکت داری کے منصوبوں کو حتمی شکل دینا شروع کر دیا ہے اور ساتھ ہی چاہ بہار بندرگاہ سے زاہدان تک ریلوے لائن کے منصوبے کے لیے ایرانی نیشنل ڈیولپمنٹ فنڈ سے ۴۰/کروڑ ڈالر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نیوز ا کسپریس پی کے)

بزنس، روزگار و کیریر

دنیا کی اہم ترین شخصیات کا ٹویٹر اکاؤنٹ ہیک

سوشل میڈیا پر ایک سنسنی خیز جعلسازی کا معاملہ سامنے آیا ہے جس میں ہیکرس نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر سابق امریکی صدر براک اوبامہ، ڈیموکریٹک پارٹی کے صدارتی امیدوار جو بائیڈن کے علاوہ بل گیٹس، اور ایلن مسک جیسے کاروباریوں سمیت کئی اہم شخصیات کا ٹویٹر اکاؤنٹ ہیک کر لیا اور اس کے ذریعے کروڑوں ڈالر کی جعلسازی کی، حتیٰ کہ ایپل کمپنی کے اکاؤنٹ کو بھی ہیک کر لیا گیا اور عوام کے لاکھوں ڈالرز لوٹ لئے گئے۔ ٹویٹر پر اس وقت افراتفری پھیل گئی جب امریکہ کے نامور سیاست دانوں، ارب پتی اداکاروں اور ٹیکنالوجی کے بڑے ناموں کے ٹویٹر اکاؤنٹ ہیک کر لئے گئے، ہیکرس نے بل گیٹس، ایلن مسک، امیزون کے بانی جیف بیزوز، جو بائیڈن، کانیے ویسٹ اور سابق امریکی صدر براک اوبامہ کے علاوہ ایپل کمپنی کے اکاؤنٹ کو ہیک کیا اور بٹ کوائن کے ذریعے رقم کمائی۔ یہ فہرست یہیں ختم نہیں ہوتی؛ ان کے علاوہ ریپر کین ویسٹ، اوبر اور ایپ کے کارپوریٹ اکاؤنٹ بھی ہیک ہوئے ہیں جن کے ذریعے ہیکرس نے بٹ کوائن خریدنے کا پیغام بھیجا تھا۔ ہیکرس نے ان تمام لوگوں کے ٹویٹر اکاؤنٹ سے یہ پیغام دیا کہ جو مجھے بٹ کوائن ایڈریس پر رقم بھیجے گا، میں اس کو دوگنا کر کے واپس دوں گا۔ ہیکرس نے بٹ کوائن ایڈرس کرپٹو فار لائف نامی اکاؤنٹ کے ذریعے رقم کی ڈیمانڈ کی تھی اور جتنی دیر یہ اکاؤنٹ آن لائن رہا، اس پر ایک لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم منتقل کر دی گئی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ اکاؤنٹ ٹویٹر پر رجسٹرڈ تھا اور اس کے کروڑوں فالوور تھے۔

ہیکرس کے اس حملے کے بعد ٹویٹر انتظامیہ حرکت میں آ گیا اور ہیکرس کے ٹویٹ کو ہٹانے کا عمل شروع کر دیا گیا، ٹویٹر انتظامیہ کے مطابق اکاؤنٹ مستقل طور پر بند کر دیا گیا ہے اور ابتدائی تحقیقات کے مطابق یہ حملہ کسی ایک شخص کی طرف سے کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ موجودہ واقعہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں بڑی تعداد میں معروف افراد اور کمپنیوں کے اکاؤنٹ کو ایک ساتھ اور بڑے پیمانے پر ہیک کیا گیا ہے۔ فوری طور پر یہ معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ اس جعلسازی کا مقصد صرف پیسہ کمانا تھا یا اس کے پیچھے کوئی ابھی سازش تھی، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ معاملہ کسی ایک اکاؤنٹ یا ایک سروس تک محدود نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے شیئر مارکیٹ کاروبار بند ہونے پر ٹویٹر کے شیئر میں تقریباً چار فی صد کی کمی واقع ہو چکی تھی۔ ایک اِی میل کے ذریعے ٹویٹر نے بتایا ہے کہ معاملے پر غور کیا جا رہا ہے، اور جلد ہی اس پر تفصیلی بیان جاری کیا جائے گا۔ ٹویٹر کا کہنا ہے کہ ہیکرس نے کمپنی کے بعض ملازمین کے اکاؤنٹ تک رسائی حاصل کر لی تھی جس کے بعد وہ کمپنی کے انٹرنل سسٹم تک پہنچ گئے تھے۔ ہیک ہونے والی شخصیات کے اکاؤنٹ سے کی جانے والے چند ٹویٹ کو فوری طور پر ڈیلیٹ کر دیا گیا تھا لیکن ایسا لگ رہا ہے کہ اکاؤنٹ پر پھر سے قبضے کی کوششیں جاری ہیں۔ ٹیسلا کے ارب پتی سربراہ، ایلون مسک کے معاملے میں ''کرپٹو کرنسی'' سے متعلق ٹویٹ کے مطالبے کو پہلے ڈیلیٹ کیا گیا، لیکن کچھ ہی دیر میں اسی موضوع پر ایک اور ٹویٹ سامنے آیا۔ واضح رہے کہ حال ہی میں امریکی میڈیا میں یہ خبر آئی تھی کہ نومبر میں ہونے والے صدارتی انتخابات میں کروڑوں ڈالر کا کھیل ہونے والا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس طرح سے الیکشن میں استعمال ہونے والی بلیک منی کا انتظام کیا جا رہا ہو یا پھر یہ ان کمپنیوں کی شبیہ خبراب کرنے کی کوئی سازش ہو۔ سردست ان ہیکرس کا یہ پتہ نہیں لگایا جاسکا ہے جنہوں نے اتنی بڑی جعلسازی کی ہے، نہ ہی ان کے ذریعے حاصل کی گئی رقومات کو واپس لینے کیلئے اقدامات کے تعلق سے کوئی اطلاع دی گئی ہے۔ البتہ اس واقعے کے بعد سوشل میڈیا پر سرگرم رہنے والوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ جب اتنی اہم شخصیات کے ٹویٹر اکاؤنٹ ہیک ہوسکتے ہیں تو عام آدمی کے اکاؤنٹ کیسے محفوظ رہیں گے۔ فی الحال اس پر ٹویٹر کی طرف سے جاری ہونے والی تفصیلات کا انتظار ہے اور پولیس کی تفتیش سے کیا حاصل ہوتا ہے، یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔

کورونا وبا: بڑھتی غربت کے سبب ۹۷/لاکھ بچے چھوڑ سکتے ہیں اسکول

''سیو دی چلڈرن'' نامی ویب سائٹ پر شائع ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے ۱۲/ممالک میں کورونا وبا کی وجہ سے نافذ لاک ڈاؤن کے خاتمے کے بعد، بڑی تعداد میں بچوں کے اسکول واپس نہ جانے کا اندیشہ بہت زیادہ ہے۔ ان ۱۲/ممالک میں بنیادی طور پر مغربی اور وسطی افریقہ کے ممالک، یمن اور افغانستان شامل ہیں۔ دنیا کے دوسرے ۲۸/ممالک میں بھی ایسا ہی اندیشہ ہے۔ لندن میں واقع رفاہی تنظیم ''سیو دی چلڈرن'' کی طرف سے پیر کو جاری رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ کورونا وائرس (کووڈ-19) وبا کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی غربت اور بجٹ میں کمی کی وجہ سے اس سال کے آخر تک دنیا میں تقریباً ۹۷/لاکھ بچے مستقل طور پر اسکول چھوڑ سکتے ہیں۔ ۲۰۱۷-۲۰۱۸ کے این ایس ایس او کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ دیہی علاقوں میں بیشتر لڑکے غریبی کی وجہ سے بیچ میں ہی اسکول چھوڑ دیتے ہیں۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے یہ تعداد کتنی زیادہ بڑھے گی، اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے۔ اسکول جب کھلیں گے تو نہ جانے کتنے بچے ایسے ہوں گے جو صرف غربت کی وجہ سے اسکول چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ریلوے گیارہ ہزار کلومیٹر سیمی ہائی اسپیڈ روٹ تیار کرے گا

ہندستانی ریلوے نے کووڈ وبا کے دور میں مارچ ۲۰۲۵ء تک ملک کے سات مصروف ترین (ایچ ڈی این) روٹوں کو سیمی ہائی اسپیڈ روٹ میں تبدیل کرنے کا ہدف طے کیا ہے اور اس سے مسافروں کو مانگ پر پہلے ہی سیٹ دستیاب ہوگی۔ ریلوے بورڈ کے چیرمین ونود کمار یادو نے ورچول پریس کانفرنس میں بتایا کہ گولڈن چکور اور اس کی ترچھی لائنیں اور دہلی سے گوہاٹی روٹ سمیت گیارہ ہزار ۲۹۵/کلومیٹر کی ایچ ڈی این لائنوں کو مارچ ۲۰۲۵ء تک ۱۶۰/کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ٹرین چلانے کے مطابق بنا دیا جائے گا۔ ہندستانی ریلوے کے صلاحیت بڑھانے کے اہداف پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے مسٹر یادو نے بتایا کہ اسی طرح ۲۳/ہزار ۷۳۴/کلومیٹر لمبے بہت زیادہ استعمال والے (ایچ یو این) ۱۱/روٹوں کو جولائی ۲۰۲۱ء تک ۱۳۰/کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار پر گاڑی چلانے کے مطابق بنایا جائے گا۔ (یواین آئی)

طب و سائنس

نمک (Salts)

نمک (سالٹ) ایک ایسا کمپاؤنڈ ہے جو تیزاب اور اساس کو نیوٹرلائزیشن سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں جب تیزاب اساس کے ساتھ میلاپ کرتا ہے تو نمک وجود میں آتا ہے، انسانی زندگی میں نمکیات بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں، ان کے بغیر زندگی ناممکن سی دکھائی دیتی ہے۔ جسم انسانی میں مختلف نمکیات پائے جاتے ہیں ان کی مقررہ مقدار صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ سوڈیم، پوٹاسیم، کیلسیم، میگنیشیم اور آئرن کے نمکیات انسانی جسم کے لئے بہت ضروری ہیں ان کے خواص ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں:

☆ آئرن کے مرکبات ہیموگلوبن میں موجود ہوتے ہیں (ہیموگلوبن وہ چیز ہے جو خون میں شامل آکسیجن کو دیگر اعضاء تک پہنچاتا ہے۔)

☆ سوڈیم اور پوٹاسیم کے سالٹس کا انسانی اعصابی نظام اور پٹھوں کی کارکردگی میں نہایت اہم کردار ہے۔

☆ کیلسیم کے سالٹس ہڈیوں کو بنانے اور مضبوط کرنے کا کام کرتے ہیں۔

☆ یہ انسان کو ہارٹ اٹیک سے بھی بچاتے ہیں۔

☆ ایلم یعنی پھٹکری کو بدن سے بہتے ہوئے خون کو روکنے کا کام لیا جاتا ہے۔

☆ پھٹکری کی مدد سے پانی کو بھی صاف کیا جاتا ہے۔

☆ آیوڈین کے نمکیات تھائی رائڈ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے استعمال کرتے ہیں، نیز گلہڑ کے علاج میں بھی کام کیا جاتا ہے، نمکیات روزمرہ کی ضروریات کا اہم عنصر ہیں۔

☆ کھانوں کے ذائقے، اچار کی تیاری اور مچھلی وغیرہ کو محفوظ بنانے کے لئے بہت استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ سوڈیم ہائڈروجن کاربونیٹ ڈبل روٹی اور کیک کی تیاری میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

☆ کپڑا دھونے کا سوڈا کپڑوں کی صفائی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ سوڈیم پوٹاسیم ٹارٹریٹ بطور قبض کشا دوا کے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ شعبہ ہائے زندگی میں نمکیات کے بے شمار استعمالات ہیں۔

عام نمک کی اہمیت: پرانے زمانے میں روم میں عام نمک بہت اہمیت کا حامل تھا، اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ فوج کی تنخواہ (Salary) کی ادائیگی نمک کی صورت میں جاتی تھی۔ لفظ سیلری (Salary) یونانی لفظ سا (Sa) سے نکلا ہے، جس کے معنی سالٹ (Salt) جس کے معنی نمک کے ہیں۔ عام نمک سے کاسٹک سوڈا، بیکنگ سوڈا، واشنگ سوڈا، سوڈا ایش، ہائڈروکلورک ایسڈ، کلورین وغیرہ تیار کیے جاتے ہیں۔ نمک سے تیار ہونے والے مرکبات روزمرہ کی زندگی کا جزو لازم بن چکے ہیں، جیسے صابن بنانے کے لئے سوڈیم ہائڈروآکسائڈ کے پانی میں کنسنٹریٹڈ محلول کو عام طور پر نباتاتی تیل مثلاً بنولے کے تیل یا ناریل کے تیل کے ساتھ ملا کر کئی گھنٹوں تک مسلسل ہلاتے ہوئے گرم کیا جاتا ہے، صابن پھٹکیوں کی صورت میں سطح پر تیرنے لگتا ہے۔ گلسرین اضافی طور پر مائع کی صورت میں حاصل ہوتی ہے، ٹھنڈا ہونے پر صابن ٹھوس شکل اختیار کر لیتا ہے، پھر اسے سانچوں میں ڈال کر مختلف صورتوں میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ مائع صابن اور شیونگ کریم بنانے کے لئے سوڈیم ہائڈروآکسائڈ کی جگہ پوٹاسیم ہائڈروآکسائڈ استعمال کیا جاتا ہے، اس سے حاصل ہونے والا صابن نرم حالت میں ہوتا ہے اور بہتری جھاگ پیدا کرتا ہے، صابن میں خوشبویات اور رنگ گاہکوں کی ضروریات کے مطابق مختلف کمپاؤنڈ کی صورت میں ڈالے جاتے ہیں۔

احادیث میں بھی نمک کا ذکر اہمیت کے ساتھ آیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرماتے ہوئے کہا کہ کھانے کی ابتداء نمک سے کرو اور کھانے کا اختتام بھی نمک پر کرو۔

زیادہ نمک کھانے کے انسانی جسم پر اثرات: نمک کے بغیر کھانوں کا مزہ ادھورا ہے اسی لیے اسے ساری دُنیا ہی اپنے کھانوں میں استعمال کرتی ہے، لیکن اگر اس کا استعمال زیادہ کیا جائے تو یہ صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، نمک کے اندر موجود سوڈیم بہت سی بیماریوں کو جنم دیتا ہے:

ہر وقت پیاس کا محسوس ہونا: اگر آپ بہت زیادہ پیاس محسوس کرتے ہیں، تو عین ممکن ہے کہ آپ جسم کی ڈیمانڈ سے زیادہ نمک کھا رہے ہیں، زیادہ نمک جسم کے سیلز سے پانی چُوس لیتا ہے اور دماغ میں پیاس کی شدت کو بڑھا دیتا ہے۔

جسم پر سوزش: ٹخنوں اور پاؤں پر سوزش اور آنکھوں کا پھولنا اس بات کی علامت ہے، کہ آپ اپنی خوراک میں زیادہ نمک استعمال کر رہے ہیں، اگر آپ کی انگلی کی انگوٹھی انگلی میں تنگ ہوگئی ہے، تو آپ کو فوراً اپنی خوراک پر دھیان دینا چاہئے۔

گُردوں میں پتھری: زیادہ نمک کھانے سے سب سے پہلے گُردے متاثر ہوتے ہیں ورلڈ ایکشن آن سالٹ اینڈ ہیلتھ کے مطابق زیادہ نمک پیشاب میں پروٹین کی مقدار کو بڑھا دیتا ہے اور اگر یہ مقدار بڑھ رہی ہو تو یہ گُردوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوتی ہے۔ جن کھانوں میں سوڈیم کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اُن سے گُردوں میں پتھری بننے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر: امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کے مُطابق انسان کو روزانہ ۱۵۰۰؍ملی گرام سے زیادہ سوڈیم استعمال نہیں کرنا چاہئے، بصورت دیگر ہائی بلڈ پریشر جیسی موذی بیماریوں میں مُبتلا ہونے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔

اکثر سر درد رہنا: مستقل درمیانی سر درد اس بات کی نشانی ہوتی ہے، کہ آپ کا جسم ڈی ہائیڈریشن یعنی پانی کی کمی کا شکار ہے اور اس کی بڑی وجہ نمک کا زیادہ استعمال ہوسکتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

محمد عادل فریدی

دعائے مغفرت

گذشتہ چند دنوں میں امارت شرعیہ سے تعلق رکھنے والی کئی اہم شخصیات نے اس دارفانی کو الوداع کہا، قابل ذکر ناموں میں امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ الحاج سلام الحق صاحب نالندہ کی اہلیہ محترمہ، بہار اسٹیٹ سنی وقف بورڈ کے چیئرمین الحاج ارشاد اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ (متوفیہ ۱۵؍جولائی)، کارکن امارت شرعیہ مولانا عبداللہ جاوید صاحب کی دادی محترمہ (متوفیہ ۱۶؍جولائی)، ڈیزی ہوٹل سبزی باغ پٹنہ کے مالک الحاج سلیم رضوی صاحب (متوفی ۱۴؍جولائی)، جمعیۃ علمائے یوپی کے صدر اور قاضی شہر کانپور حضرت مولانا متین الحق اسامہ قاسمی صاحب (متوفی ۱۸؍جولائی) شامل ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ان سبھی وفات پانے والی شخصیات کے لیے مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی ہے اور ان کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے صبر وثبات کی تلقین کی ہے۔ ادارہ نقیب بھی ان سبھی مرحومین کے لیے مغفرت و بلندی درجات کی دعا کرتا ہے اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ انہیں صبر جمیل کی توفیق دے، قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

دہلی فسادات: غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لئے صدر جمہوریہ کو ۲۷؍نامور شخصیات کا خط

اس سال کے شروع میں ملک کے دارالحکومت دہلی میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیقات پر سوالات کھڑے کیے جانے لگے ہیں اور اسی سلسلے میں مختلف شعبوں کی نامور شخصیات نے منصفانہ تحقیقات کے لئے صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ نامور وکیل پرشانت بھوشن، سماجی کارکن ارونا رائے، للت کلا اکیڈمی کے سابق صدر اشوک واجپئی، پرسار بھارتی کے سابق چیف ایگزیکٹو آفیسر جواہر سرکار، سابق گورنر پنجاب کے مشیر جولیو ریبیرو اور سابق چیف انفارمیشن کمشنر وجاہت حبیب اللہ سمیت ۲۷؍مشہور شخصیات نے مسٹر کووند کو خط لکھا ہے اور دہلی فسادات میں پولس کی تحقیقات پر سوال اٹھایا ہے۔ خط میں صدر جمہوریہ سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں مداخلت کریں اور دہلی تشدد کی تحقیقات کسی غیر جانبدار ایجنسی سے کرانے کا حکم دیں۔ (یو این آئی)

مرکزی ٹیم بہار میں کورونا کی صورتحال کا جائزہ لے گی

بہار میں کورونا وائرس کووڈ-19 انفیکشن کے بڑھتے ہوئے وباء کے پیش نظر، تین رکنی مرکزی ٹیم وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینے کے کئے جارہی ہے۔ مرکزی وزارت صحت و خاندانی بہبود بتایا کہ اس تین رکنی مرکزی ٹیم میں، وزارت کے جوائنٹ سکریٹری لو اگروال، آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (ایمس) کے میڈیسن ڈیپارٹمنٹ میں ایسوسی ایٹ برائے نیشنل سینٹر برائے امراض کنٹرول اور ڈائریکٹر، ڈاکٹر ایس کے سنگھ، پروفیسر ڈاکٹر نیرج نشچل ہیں۔ (یو این آئی)

ایک ملک ایک تعلیمی بورڈ کی تشکیل سے متعلق عرضی پر سماعت سے سپریم کورٹ کا انکار

سپریم کورٹ نے پورے ملک میں چھ سے ۱۴؍سال کی عمر کے بچوں کے لیے یکساں تعلیمی نظام نافذ کرنے کی غرض سے ایک تعلیمی بورڈ تشکیل دینے سے متعلق عرضی پر سماعت کرنے سے جمعہ کے روز انکار کردیا۔ جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی صدارت والی ڈویژن بنچ نے پیشہ سے وکیل اشونی اپادھیائے کی مفاد عامہ کی عرضی یہ کہتے ہوئے خارج کردی کہ یہ فیصلہ سازی سے متعلق معاملہ ہے اور عدالت عظمیٰ اس معاملہ میں دخل نہیں دے سکتی۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ عدالت سبھی بورڈوں کو ضم کرکے ایک بورڈ بنانے کا حکم دے؛ یہ ہم نہیں کر سکتے، عرضی گذار چاہیں تو اپنی بات حکومت کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ (روزنامہ انقلاب)

بہار اسمبلی انتخابات پر سوال۔ ۹؍پارٹیوں کا الیکشن کمیشن کو مکتوب

۹؍اپوزیشن سیاسی پارٹیوں نے الیکشن کمیشن کو خط لکھ کر کووڈ-19 کے وقت بہار اسمبلی الیکشن میں عوام کی صحت کا خیال رکھنے اور سبھی اپوزیشن پارٹیوں کو یکساں موقع فراہم کرنے کی اپیل کی ہے۔ سی پی ایم، سی پی آئی، آر جے ڈی اور ہندوستانی عوام مورچہ سمیت ان ۹؍پارٹیوں کے لیڈروں کے مشترکہ دستخط سے الیکشن کمیشن کو دیے گئے اس خط میں کہا گیا ہے کہ ریاست میں ساڑھے سات کروڑ رائے دہندگان ہیں اور کل آبادی تیرہ کروڑ کے قریب ہے، ایسے میں سماجی دوری پر عمل کرتے ہوئے انتخابات کس طرح ممکن ہیں۔ (راشٹریہ سہارا اردو)

ملک میں کورونا متاثرین دس لاکھ ۳۸؍ہزار، شفایابی کی شرح ۶۳؍فیصد

ملک بھر میں وبائی مرض کورونا وائرس (کووڈ-19) کے متاثرین کی تعداد خبر لکھے جانے تک 10؍لاکھ 38 ہزار سے تجاوز کر گئی لیکن راحت کی بات یہ ہے کہ مریضوں کی شفایابی کی شرح 63 فیصد سے زیادہ ہوچکی ہے، یعنی اب تک 6.51 لاکھ سے زیادہ افراد اس وبا سے نجات پا چکے ہیں۔ ملک میں مریضوں کی شفایابی کی شرح بڑھ کر 63.35 فیصد ہوگئی۔ جمعرات کے روز متاثرہ مریضوں کی شفایابی کی شرح 63.29 فیصد تھی، جبکہ گزشتہ ایک ہفتے میں مریضوں کی شفایابی کی شرح میں تین فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ کووڈ-19 انڈیا ڈاٹ او آرجی کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں کورونا وائرس کے متاثرین کی تعداد 10,38,716 ہے۔ اب تک ملک میں مجموعی طور پر 6,53,750 مریض صحت یاب ہوچکے ہیں جبکہ اس وبا کی وجہ سے 26,273 افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ اس وقت ملک میں 3,58,692 متاثرین مختلف اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ صحت اور خاندانی بہبود کی مرکزی وزارت نے کہا کہ بڑی تعداد میں لوگوں کے کورونا انفیکشن سے صحتیاب ہونے کے علاوہ خوشخبری یہ ہے کہ ملک میں بہت کم لوگ اس وائرس کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ ملک میں صرف 0.35 فیصد کورونا سے متاثرہ مریض وینٹیلیٹر پر ہیں۔ ان کے علاوہ آئی سی یو میں 1.94 فیصد مریض داخل ہیں اور 2.81 فیصد مریض آکسیجن پر ہیں۔ (یو این آئی)

تعلیمی نصاب سے قوم پرستی اور سیکولرزم جیسے موضوعات کو حذف کرنے کا مقصد کیا ہے

ڈاکٹر مشتاق احمد

اس وقت کورونا کی وبا نے تمام تر شعبۂ حیات کو متاثر کیا ہے۔ بالخصوص تعلیمی نظام مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔ گذشتہ مارچ سے اب تک بنیادی اسکولوں سے یونیورسٹی تک کی تعلیم معطل ہے۔ بعض تعلیمی اداروں کے ذریعہ آن لائن تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے لیکن وہ صدفی صد کارآمد نہیں ہے کہ ہمارے پاس پہلے سے اس طرح کا کوئی بنیادی ڈھانچہ موجود نہیں تھا۔ لیکن حالات کے تحت طریقۂ تعلیم میں تبدیلی بھی ضروری ہے اور حکومت کی جانب سے بھی اس پر زور دیا جا رہا ہے۔ قومی سطح پر آن لائن تدریسی نظام کو فروغ دینے کی وکالت بھی ہو رہی ہے۔ مستقبل میں یہ مجوزہ خاکہ حقیقتاً کتنا کامیاب ہوگا یہ ابھی کہنا بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ مثل تو مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے لہذا ممکن ہے کہ اس طریقۂ کار کو بھی اپنانا ہوگا لیکن ہمارے روایتی کلاس روم طریقۂ تعلیم کی غیر معمولی اہمیت ہے اور اس کی معنویت سے انکار نہیں اور نہ فرار ممکن ہے۔

بہر کیف! اس وقت میرا موضوع سی بی ایس سی کے نصاب میں جزوی تخفیف ہے۔ ظاہر ہے کہ حکومت کی پہل پر سی بی ایس سی کا یہ فیصلہ قابلِ تحسین ہے کہ طلبہ کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ کورونا کی وبا کی وجہ سے تخفیف شدہ نصاب کی بنیاد پر امتحان میں شامل ہو سکیں گے۔ یہ فیصلہ اس لئے اہم ہے کہ گذشتہ پانچ مہینوں سے اسکول کالج بند ہیں اور تدریسی نظام معطل ہے، طلبہ وطالبات اپنے گھروں میں بند ہیں، کورونا کے خوفناک ماحول میں جی رہے ہیں۔ ذہنی طور پر بھی طلبہ پریشان ہیں کہ ان کا مستقبل کیا ہوگا۔

ایسے نازک ماحول میں اگر سی بی ایس سی یا دیگر بورڈ نے نصاب میں تخفیف کر کے امتحان لینے کا فیصلہ لیا ہے تو وہ واقعی طلبہ کی ذہنی پریشانیوں کو دور کرنے والا ہے اور اس کے مستقبل کا ضامن بھی ہے، لیکن اہم سوال یہ ہے کہ نصاب کے اسباق کو ہٹائے جانے کے معاملے میں جس طرح کا فیصلہ ہوا ہے وہ ہندوستان جیسے جمہوری اور سیکولر ملک کے لئے مضر ہے۔ واضح ہو کہ کورونا بحران کے مدنظر سال 2020-2021 سیشن کے گیارہویں جماعت کے طلبہ کے لئے نصاب میں تخفیف کی گئی ہے لیکن نصاب سے سیاسیات کے پرچے میں وفاقیت، شہریت، قوم پرستی، سیکولرزم، مقامی حکومت کی ضرورت، پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات وغیرہ وغیرہ اسباق کو ہٹا دیا گیا ہے۔ نویں سے بارہویں جماعت تک کے طلبہ کو نصابی بوجھ کم کرنے کے نام پر یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ اگرچہ ان اسباق کو ہٹانے کا جواز یہ پیش کیا جا رہا ہے کہ یہ وقتی ہے اور کووڈ۔19 کے بحران کے بعد پھر یہ تمام اسباق ان درجوں کی کتابوں میں شامل کر دئے جائیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت جو نصابی کتاب ہے اس سے یہ باب ہٹایا نہیں گیا ہے لیکن اس کو پڑھانے یا پھر اس سے سوال پوچھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ جب ان اسباق کو پڑھایا ہی نہیں جائے گا تو پھر اس کی ضرورت ہی کیوں رہ جائے گی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ سی بی ایس سی اس فیصلے پر دوبارہ غور وخوض کرے اور نصابی بوجھ کو کم کرنے کے لئے دیگر اسباق کی تخفیف کرے کیوں کہ وفاقیت، شہریت، قوم پرستی، سیکولرزم اور سماجی فرائض کے ابواب محض اس لئے پڑھائے جاتے ہیں تاکہ ہمارے طلبہ کے اندر حب الوطنی کا جذبہ مستحکم ہو، سماجی سروکار کی سمجھ میں اضافہ ہو، ایک شہری کی ذمہ داری کیا ہے اور اس کے فرائض کیا ہیں اس سے وہ واقف ہوں، ہمارے پڑوسی ممالک کے ساتھ ہمارا رشتہ کیسا ہو اور یہ کیوں کر لازمی ہے اس کی سمجھ بھی ضروری ہے۔ ہمارا ملک ایک جمہوری ملک ہے، ہمارا آئین مساوات پر مبنی ہے اس کی روح سیکولرزم ہے اور اس لئے ہمارے اکابرین اور ماہر تعلیم نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ ہمارا اسکولی نصاب ایسا ہو جو ہندوستان کی تکثیریت اور سالمیت کا پاسدار ہو۔ ہمارے بچوں کو ایسے اسباق پڑھائے جائیں جن سے ان کے اندر قومی وسماجی جذبہ پروان چڑھے۔ اس لئے درجہ اول سے لے کر بارہویں تک کے نصاب میں جستہ جستہ اس طرح کے اسباق شامل کئے گئے کہ وہ ہندوستان کے جغرافیائی حدود سے واقف ہو سکیں، اپنی تاریخ سے آشنا ہو سکیں، یہاں کی تہذیب وتمدن کے علم سے آراستہ ہو سکیں اور ثقافتی وراثت کی معلومات سے بھی لیس ہو سکیں۔ غرض کہ اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہمارے طلبہ اپنے ملک کی تاریخی اور تہذیبی وثقافتی تاریخ سے کما حقہ واقف ہو جائیں اور پھر وہ یونیورسٹی میں داخل ہوں تو مزید اپنی پسند کے مضامین کے ذریعہ اپنے مستقبل کا خاکہ تیار کر سکیں۔ لیکن وقت ناگہانی میں اگر یہ فیصلہ لیا گیا کہ بچوں پر ذہنی دباؤ کم کرنے کے لئے ان کے نصاب میں کمی کی جائے تو اس کے اور بھی راستے تھے کہ دیگر اسباق کو ہم کم کرتے اور صرف اور صرف ان ہی اسباق کو رکھتے کہ جن کو بچے گذشتہ درجوں میں پڑھتے ہوئے آئے ہیں۔

میرے خیال میں حکومت کا بھی یہ فیصلہ نہیں رہا ہوگا کہ ہمارے نصاب سے قومیت اور سماجیت سے متعلقہ اسباق کو ہٹایا جائے۔ سی بی ایس سی انتظامیہ کی جانب سے جانے اور انجانے لیا گیا یہ فیصلہ ملک کے لئے مضر ثابت ہو سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مختلف رضا کار تنظیموں کی جانب سے اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی اس کی مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ چوں کہ اس وقت ملک میں ایک خاص نظریے کو فروغ دیا جا رہا ہے ایسے وقت میں اور بھی شک مستحکم ہو جاتا ہے کہ کہیں نصاب میں وقتی تخفیف کے نام پر ان اسباق کو نصاب سے خارج ہی نہ کر دیا جائے۔ کیوں کہ حالیہ دنوں میں کئی ایسے اقدام اٹھائے گئے ہیں جو کہیں نہ کہیں ملک کی تکثیریت اور سیکولرزم کے لئے مضر ثابت ہو رہا ہے۔ لہذا اب بھی وقت ہے کہ سی بی ایس سی انتظامیہ کو فوراً اس پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور ملک وقوم کے مفاد میں ان اسباق کو شامل رکھا جانا چاہئے۔

اگرچہ یہ وضاحت بھی آئی ہے کہ صرف امتحان میں سوالات نہیں پوچھے جائیں گے، لیکن درسی کلاس میں انہیں پڑھایا ضرور جائے گا۔ لیکن سچائی یہ ہے کہ جب ان اسباق کو امتحان کے پرچوں سے الگ کر دیا جائے گا تو طلبہ اس سے آزاد ہو جائیں گے اور وہ ان اسباق کو نہیں پڑھیں گے اور پھر کورونا وبائے جو بحرانی صورت پیدا کی ہے اس میں تو طلبہ صرف ان ہی اسباق کو پڑھیں گے جن سے سوالات آئیں گے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اسباق کو لازمی بنایا جائے تاکہ طلبہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان اسباق کو پڑھیں اور ملک کی سیاسی، جغرافیائی، تاریخی، تہذیبی، مذہبی اور بالخصوص جنگ آزادی کی تحریک سے آشنا ہو سکیں۔ آج جب ملک طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہے ایسے وقت میں کوئی نیا مسئلہ پیدا ہونا اور ملک میں اضطرابی بھونچال آنا سماج اور ملک کے لئے خسارۂ عظیم ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ لمحۂ فکریہ ہے اور اس پر تمام تر سیاسی مفادات سے اوپر اٹھ کر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے

فہیم اختر ندوی

انسان تو سب ہیں اور سب انسان ایک جیسے ہیں، لیکن سب کے حالات ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں اور نہیں رہتے ہیں، کچھ بہتر حالات رکھتے ہیں اور کچھ کے حالات بہتر نہیں ہوتے ہیں، تو سماج میں دونوں طرح کے انسان رہتے ہیں اور دونوں طرح کے حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں سماج کے حصے ہیں اور دونوں عزت والے ہیں۔ یہ دونوں سماج میں رہیں گے اور ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔ اچھے حالات والے دینے اور خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لینے والے بنتے ہیں۔ لیکن دونوں میں افراد بدلتے رہتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ دینے والا ہاتھ اوپر والا ہوتا ہے، اور وہ بہتر ہوتا ہے اور لینے والا ہاتھ نیچے والا ہوتا ہے، اور نیچے والا اوپر والے کے برابر نہیں ہوتا۔ تو دینا بہتر ہے اور لینا ضروت ہے۔ بہتر کی کوشش ہونی چاہئے، اور لینے سے بچنا چاہئے۔ تو جس سماج میں دینے والے خوب ہوتے ہیں، اور خوب دیتے ہیں، اس میں لینے والے کم ہوتے چلے جاتے ہیں، اور وہ سماج خوش حال ہو جاتا ہے، اور جہاں لینے کا چلن بڑھتا ہے، اور مانگنے کا رنگ ڈھنگ آ جاتا ہے، وہاں غربت ہی عام ہوتی ہے، اور نسل برباد ہوتی ہے۔

یہ بڑی سیدھی سی بات ہے، دینے والا محنت مزدوری کرتا ہے، اچھے جتن کرتا ہے، اور قوت بازو سے کام لیتا ہے، تو وہ دینے والا بن جاتا ہے، پھر وہ لینے والا نہیں رہتا ہے، اور یوں ہر فرد اپنی محنت وصلاحیت سے کام کاج کر کے دینے والا بنتا جاتا ہے، پھر اُس سماج میں دینے والے ہی تو ہوں گے، لینے والے کہاں بچیں گے۔

جی ہاں! یہی سماج اسلام نے بنایا تھا۔ دینے کی خوب ترغیب دی، زکوٰۃ فرض قرار دی، صدقات کے موقعے دکھائے، انفاق کی فضیلت بتائی، خرچ وسخاوت اللہ کی پسند بتائی، اور خرچ بھی اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں، اور عام انسانوں پر رکھا، تاکہ انسانوں کی ضرورت پوری ہو۔ اللہ کے نبی نے فرمایا: قیامت کے روز صدقہ ایماندار کے لئے سایہ ہوگا۔ (مسند احمد) ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (ترمذی) ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا معاف کرنے سے اللہ عزت بڑھاتا ہے اور عاجزی اختیار کرنے پر اللہ مرتبہ عطا فرماتا ہے (مسلم شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ جب تمہیں اپنے مال میں کمی محسوس ہو تو اللہ تعالی سے تجارت کر لیا کرو، اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی راہ پر خرچ کرو تو کئی گناہ اجر دیا جائے گا۔

اور اسلام نے لینے سے ہر طرح روکا، لالچ کو برا بنایا، مانگنے سے ڈرایا، قیامت کے دن بھیک کو چہرہ کا بگاڑ کہا، تاکہ مانگنے کا خیال نہ آئے اور مانگنے والے محنت کر کے دینے والے بن جائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غریب تھے، اور غریبی ہی عام تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر محتاج کو دیا، دینے پر ابھارا، بھوکے رہ کر کھلایا، اور سخاوت کا ماحول بنا دیا، لیکن ہر صحابی کو سخی بننا ہی سکھایا اور سب کو محنت مزدوری سے لگایا، پھر سب دینے والے بنتے گئے، اور غریب سماج خوشحال اور مالا مال ہو گیا۔ تو ہم بھی یہی سماج بنائیں، اپنے گرد وپیش میں خرچ کریں، اور دینے والے بنیں۔ اس سے محتاج کی محتاجگی ختم ہوگی، اور سماج کی ضروت پوری ہوگی، لینے والے نہ بنیں، کہ یہ رسوائی ہوگی اور لالچ لائے گی۔ پھر محنت مزدوری گھٹے گی، اور غریبی ہی عام ہوگی۔ یاد رکھئے کہ دینا بہتر ہے، اور لینا ضروت ہے، بہتر سدا رہے گا، ضرورت سدا نہیں رہے گی۔ دینے والا اوپر رہے گا، اور رب کا محبوب بنے گا، لینے والا نیچے ہی ہوتا جائے گا۔ اللہ ہم سب کو اونچا اور خوب اونچا بنائے۔

قارئین کی آراء

(بہار میں اردو کے مسائل) جامع اور وقیع مضمون ہے، مبارک باد۔ ڈاکٹر امام اعظم ● اس تحریک کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مولانا ابوالکلام قاسمی ● بہت ہی جامع ترتیب اور اخلاص کے ساتھ لکھی گئی تحریر ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اسلم جاوداں ● واہ! بہت عمدہ اور کارآمد تحریر ہے، موصوف نے اردو تحریک میں شامل کئی لوگوں کا نام لیا ہے، جس میں نمایاں نام جناب انوار الحسن وسطوی کا ہے، لیکن چند دوسرے خادم اردو جن میں خاکسار عبد الستار (مظفر پور) حبیب مرشد خان (بھاگلپور) اور سید فضل وارث (گیا) کو یکسر فراموش کر دیا ہے، یہ سارے بھی بے لوث خدمت گذار ہیں، اور اردو زبان کو زندہ رکھنے نیز اس زبان کی حق تلفی کے خلاف ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں، تمام مشورے صحیح اور درست ہیں، میری گذارش ہے کہ جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب ان تمام متعلقین کو جوڑ کر محکمہ تعلیم اور وزیر اعلیٰ بہار جناب نتیش کمار سے وقت لے کر ملاقات کریں اور تمام صورت حال سے انہیں آگاہ کریں۔ عبد الستار مظفر پور ● ہفتہ وار نقیب ترجمان امارت شرعیہ آپ کی ادارت میں مزید معیاری ہوا ہے ایک صفحہ کو ادب نامہ بنا دیا جائے اور نئے قلم کاروں کو جگہ دی جائے تو بہتر ہوگا ☆ عبد الرحیم برہولیا، دربھنگہ

لاک ڈاؤن کے زمانے میں زندگی کیسے گذاریں

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

ملک میں کورونا وائرس (Covid-19) کی وبا دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے، بہار میں بھی اس وبا نے خطرناک صورت اختیار کرلی ہے،اورعوام کے ساتھ ساتھ خواص کو بھی اپنی چپیٹ میں لینا شروع کردیا ہے،کورونا وائرس کے متاثرین کی غیر معمولی طور پر بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے حکومت بہار نے ایک بار پھر ۳۱؍جولائی تک کے لیے مکمل لاک ڈاؤن کا اعلان کردیا ہے،ضروری خدمات کو چھوڑ کر تمام طرح کے دفاتر،ٹرانسپورٹیشن اور مذہبی مقامات کو مکمل طور پر بند کردیا گیا ہے۔امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی اجازت سے امارت شرعیہ کے بھی جملہ مرکزی وذیلی دفاتر تا اطلاع ثانی بند کردیے گئے ہیں۔ایسے حالات میں اپنے آپ کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے جب تک لاک ڈاؤن ہے، نیچے لکھی باتوں کی پوری پابندی کریں۔

۱-لاک ڈاؤن کی پابندیوں کا خیال رکھیں، آمدورفت کے سلسلہ میں حکومتی احکامات کی مکمل پابندی کریں اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ گھومیں۔اگر شدید ضرورت کی وجہ سے باہر نکلنا ہو تو منھ اور ناک پر ماسک یا رومال لگا کر نکلیں۔

۲۔دن میں متعدد بار صابن سے اچھی طرح ہاتھ دھوئیں، باہر سے آنے کے بعد فوراً دونوں ہاتھوں کو صابن سے دھوئیں۔کسی بھی چیز کو چھونے سے پہلے اور چھونے کے بعد ہینڈ سینیٹائزر کا استعمال کریں۔

۳۔جس طرح پہلے لاک ڈاؤن میں جمعہ وجماعت کی ادائیگی مسجد کے چند لوگوں کے ساتھ ہورہی تھی، اسی طرح اب بھی کریں۔بقیہ لوگ اپنے گھروں میں رہ کر فرائض، سنتوں اور نوافل کو ادا کریں۔

۵-لاک ڈاؤن کے زمانے میں ضرورتمندوں کی خصوصی خبر گیری کریں، اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں کے علاوہ غیر مسلم مستحقین کا بھی تعاون کریں۔

۶-قبولیت کی ساعتوں میں خصوصاً فرض نمازوں کے بعد وتہجد کے وقت ملک اور پورے عالم انسانیت کی فلاح اور موجودہ صورتحال سے نجات کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں۔موبائل پر وقت برباد نہ کریں، اللہ کو یاد کرنے، تلاوت کلام پاک، استغفار اور دوسری عبادتوں میں اپنا وقت لگائیں۔

۷-کورونا کے مریض سے ہرگز نفرت نہ کریں اور اس مرض سے مرنے والوں کو بھی پورے احترام کے ساتھ عام قبرستان میں دفن کریں، کرونا مریض کی موت سے نہ گھبرائیں، اللہ پر پورا یقین رکھیں۔

خصوصی گذارش:

(الف) امارت شرعیہ اور ہمارے مدارس قیمتی سرمایہ ہیں، اور بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، ان کی قدر کریں، ان کی حفاظت وبقاء ہم سب کی ذمہ داری ہے، اس لیے ان کا تعاون جاری رکھیں اور رقم خود پہونچانے کی فکر کریں، بینک کے ذریعہ بھی رقم بآسانی بھیجی جاسکتی ہے۔

(ب) ذمہ داران مساجد ومدارس سے گذارش ہے کہ امام، مؤذن، اساتذہ اور خدام کا بھرپور خیال رکھیں، اور انکی تنخواہوں میں کوئی کٹوتی نہ کریں۔مشکل وقتوں میں ہی ذمہ داروں کی صلاحیت کا امتحان ہوتا ہے۔

(ج) گاؤں محلّہ کے لوگوں سے عرض ہے کہ حسب معمول اپنی مساجد کا تعاون جاری رکھیں

(د) گارجین حضرات اپنے بچے اور بچیوں کی تعلیم کی فکر کریں اور انہیں اپنے گھروں میں پڑھنے لکھنے کا پابند بنائیں۔والسلام

امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کے لئے خصوصی اپیل

امارت شرعیہ مسلمانان ہند بالخصوص بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ایک عظیم دینی وشرعی تنظیم اور مرکزی، ملی وفلاحی ادارہ ہے۔یہ یہاں کے مسلمانوں کی ملی زندگی کی روشن علامت اور اجتماعی نظام زندگی کا عملی نمونہ ہے۔امارت شرعیہ کے قیام کو سو سال ہوگئے، اپنے قیام کے وقت سے لے کر اب تک اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیابی کے ساتھ بڑھ رہی ہے، اس کا اہم مقصد تمام مسلمانوں کو شرعی تنظیم کے اصول پر ایک امیر شریعت کے ماتحت متحد ومنظّم کرنا، احکام شرعیہ کے اجراء ونفاذ کی سعی، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مسلمانوں میں دینی حمیت واستقامت علی الحق کے جذبہ کو فروغ دینا، تعلیم کو عام کرنا، اسلامی تشخصات، مسلمانوں کے آئینی حقوق کی حفاظت کرنا اور تمام انسانوں کے ساتھ انسانیت کی بنیادوں پر خیر خواہی کرنا ہے۔ان مقاصد کے حصول کے لیے امارت شرعیہ میں کئی اہم شعبے سرگرم عمل ہیں، جیسے بیت المال، دار الافتاء، دار القضاء، شعبۂ تبلیغ وتنظیم، شعبۂ تعلیم، نشر واشاعت، شعبۂ تحفظ مسلمین، شعبۂ امور مساجد اور شعبۂ خدمت۔

بیت المال امارت شرعیہ کا اہم ترین شعبہ ہے، بلکہ ادارہ کے لیے اس کی حیثیت ریڑھ کی ہے، اسی سے تمام شعبوں کا خرچ پورا ہوتا ہے، بیواؤں، یتیموں، طلبہ ومعلمین اور دوسرے اہل حاجت کی امداد ہوتی ہے۔سیلاب، زلزلہ، آتش زدگی، قدرتی آفات اور فرقہ وارانہ فسادات سے تباہ حال لوگوں کی اعانت بھی بیت المال سے ہی کی جاتی ہے۔سال رواں میں تعمیرات، اسپتال ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اور ریلیف کے اخراجات کے علاوہ امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ نو کروڑ باون لاکھ دس ہزار روپئے (9,52,10,000/-) ہے۔

روز افزوں گرانی اور دائرہ کار میں ہورہی وسعت وترقی کی وجہ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں۔ملک کے موجودہ حالات میں سی اے اے، این پی آر وا ین آر سی کا معاملہ ہو یا کوئی دوسرا ملی وسماجی مسئلہ ہو، امارت شرعیہ نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مضبوط قیادت میں مسلمانوں کی جرأت مندانہ اور بروقت رہنمائی کی اور عوامی بیداری کی منظّم تحریک چلائی ہے، جس میں خطیر رقم صرف ہوئی، اس کے علاوہ بھی مصیبت کی گھڑی میں امارت شرعیہ حتی الوسع لوگوں کی راحت رسانی کا کام بڑے پیمانے پر کرتی رہی ہے، اور آج بھی لاک ڈاؤن اور کورونا وائرس کے زمانہ میں یہ مضبوطی کے ساتھ ریلیف کا کام کررہی ہے۔یہ سارے اخراجات اہل خیر حضرات کے مخلصانہ تعاون سے پورے ہوتے ہیں، عیدالاضحیٰ کا مبارک موقع آرہا ہے، اس موقع سے صاحب نصاب اور اہل خیر حضرات قربانی کرتے ہیں اور چرم قربانی کی رقم سے اہل حاجت کی مدد کی جاتی ہے۔

میری گزارش ہے کہ نقباء وہمدردان امارت شرعیہ چرم قربانی کی رقم جمع کرکے مقامی ضرورت مندوں کو دینے کے بعد معقول رقم بیت المال امارت شرعیہ کو ارسال کریں، علماء وائمہ کرام اپنے خطاب میں عام مسلمانوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں؛ تاکہ یہ دینی وملی ادارہ اپنی ہمہ جہت سرگرمیوں کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رہے، اور اس کے پھیلے ہوئے نظام کو ہر طرح قوت واستحکام حاصل ہوتا رہے۔امید ہے کہ اس دردمندانہ گزارش پر ہمدردانہ توجہ دی جائے گی۔ہندوستان جیسے ملک میں دین کے تحفظ وبقا کا ذریعہ یہی دینی مدارس ومراکز ہیں، جن کی ترقی واستحکام ملک کے ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔۔۔۔۔والسلام

محمد شبلی القاسمی

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

اہل خیر مسلمانوں کے نام حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کا مکتوب گرامی

مکرم ومحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مسلمانوں کی ملی وحدت اور اجتماعی نظام کی عملی شکل اور ایک مذہبی وفلاحی تنظیم ہے، جو تبلیغ دین، تنظیم ملت، قانون شریعت کے نفاذ واجراء، دینی تعلیم کی اشاعت، عصری وٹیکنیکل تعلیم کے فروغ، مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح، ان کے مذہبی حقوق کی حفاظت جیسے محاذوں پر اہم خدمات انجام دے رہی ہے، خصوصاً مسلم پرسنل لا کے تحفظ وبقا، مساجد ومقابر اور شعائر اسلام کی حفاظت اور دوسرے اہم معاملات میں امارت شرعیہ نے جس جرأت وہمت کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے، ابتداء ہی سے امارت شرعیہ کے تحت بیت المال قائم ہے، جس کے ذریعہ جملہ شعبہ جات کے اخراجات پورے ہوتے ہیں اور دینی وملی خدمات انجام پاتی ہیں۔اس سے یتیموں، بیواؤں، طلبہ ومعلمین، نادار لڑکیوں کی شادی اور دوسرے اہل حاجت کی امداد ہوتی ہے، فرقہ وارانہ فسادات اور قدرتی حادثات، سیلاب وآتش زدگی اور زلزلہ میں تباہ ہونے والوں کی بھی امداد بیت المال کے ریلیف فنڈ سے کی جاتی ہے، اور کسی مذہبی تفریق کے بغیر ہر مصیبت زدہ کی راحت رسانی ہوتی ہے۔

امارت شرعیہ کے بنیادی شعبہ جات کے علاوہ مولانا سجاد میموریل اسپتال کی خدمات بھی لائق ذکر ہیں، جس میں آؤٹ ڈور، میٹرنٹی ہوم، جانچ گھر، آئی اکسرے کی سہولت کے علاوہ ناک، کان اور دانتوں کے علاج کا بھی انتظام ہے، مختلف مقامات پر آنکھوں کی جانچ اور مفت آپریشن کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں، نیز کینسر، ٹی بی، پولیو بچاؤ مہم کے تحت لوگوں میں بیداری پیدا کرنا اس اسپتال کا خاص کام ہے۔مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ ہزاروں نوجوان تعلیم حاصل کرکے برسر روزگار ہوچکے ہیں، بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے دیہی علاقوں میں امارت شرعیہ کے ذریعہ بنیادی تعلیم کے لیے سیکڑوں مکاتب قائم ہیں، امارت شرعیہ کا المعہد العالی پورے ملک میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے، جس میں پچاس فضلاء افتاء وقضاء کی تربیت کے ساتھ فقہ اسلامی پر تحقیق کا کام بھی کرتے ہیں۔اس کے تحت دعوت وتبلیغ کا شعبہ بھی قائم ہے، جس کے تحت فضلاء مدارس کو تربیت دی جاتی ہے۔امارت شرعیہ کی طرف سے دار العلوم الاسلامیہ قائم ہے، جہاں فضیلت تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔وفود کے دورے بھی جاری ہیں، جن سے عوام میں دینی اور تعلیمی بیداری پیدا ہورہی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ امارت شرعیہ کا کام برابر بڑھ رہا ہے۔جس کی وجہ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں، امارت شرعیہ کے بنیادی شعبہ جات کا سالانہ بجٹ نو کروڑ باون لاکھ دس ہزار (9,52,10,000/-) روپئے ہے۔جبکہ اسپتال، ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس، المعہد العالی، دار العلوم الاسلامیہ، ریلیف فنڈ اور تعمیرات وغیرہ کا بجٹ اس کے علاوہ ہے۔یہ ساری رقم اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہی پوری ہوتی ہے۔

عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پر تمام ہمدردان، نقباء امارت شرعیہ اور ملک میں پھیلے ہوئے اہل خیر حضرات؛ جنہوں نے ہمیشہ امارت شرعیہ کے استحکام کے لیے مالی تعاون کیا ہے، ان سب سے ہماری اپیل ہے کہ موجودہ حالات میں خصوصیت کے ساتھ امارت شرعیہ کی ترقی اور اس کے استحکام کی طرف توجہ دیں، اور چرم قربانی، خصوصی عطیات، زکوٰۃ وصدقات اور عشر کی رقوم بیت المال امارت شرعیہ کو ارسال فرمائیں، ان شاء اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والسلام

محمد ولی رحمانی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

Volume:60/70,Issue:28 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
(انشاءاللہ خان انشا)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ترکی کی ایک قدیم مسجد ''آیا صوفیہ'' تاریخ کے آئینے میں

ترکی کی اعلیٰ عدالت نے متفقہ طور پر دنیا کی تاریخی عمارت آیا صوفیہ (Hagia Sophia Museum) کو دوبارہ بحیثیت مسجد بحال اور ۱۹۳۵ء میں اتاترک کابینہ کا آیا صوفیہ کو میوزیم میں تبدیل کرنے کا فیصلہ منسوخ کردیا۔ آیا صوفیا اب سلطان محمد فاتح کے فرمان کے مطابق مسجد ہوگی۔ اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا نے ۱۹۳۵ء میں اسے میوزیم میں تبدیل کیا تھا۔ صدر اردگان نے اس سے قبل آیا صوفیہ کو مسجد قرار دیتے ہوئے قانونی کارروائی کا اعلان کیا تھا۔ ترک عدالت کے فیصلے پر شور مچانے والوں کو دوٹوک جواب دیتے ہوئے صدر اردگان نے کہا کہ آیا صوفیہ کی حیثیت پر بیرونی بیان بازی ہماری سلیت پر حملہ تصور ہوگی۔ اس موقع پر اردگان نے استنبول میں ایک اور مسجد کا بھی سنگ بنیاد رکھ دیا اور کہا ترکی میں مسلم اکثریت آباد ہے جن کے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکار بھی اپنے عقائد کے مطابق آزادانہ طور پر عبادت گزاری اور تہواروں کو منانے کا حق رکھتے ہیں جن کا تحفظ ہماری ذمے داری ہے۔

تاریخی پس منظر: آیا صوفیہ، سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں فتح قسطنطنیہ ہونے تک مسیحیوں کا دوسرا بڑا مذہبی مرکز بنا رہا ہے، تقریباً پانچویں صدی عیسوی سے مسیحی دنیا دو بڑی سلطنتوں میں تقسیم ہوگئی تھی، ایک سلطنت مشرق میں تھی جس کا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا، اور اس میں بلقان، یونان، ایشیائے کوچک، شام، مصر اور حبشہ وغیرہ کے علاقے شامل تھے، اور وہاں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا بطریرک (Patriarch) کہلاتا تھا۔ اور دوسری بڑی سلطنت مغرب میں تھی جس کا مرکز روم (اٹلی) تھا۔ یورپ کا بیشتر علاقہ اسی کے زیر نگیں تھا، اور یہاں کا مذہبی پیشوا پوپ یا پاپا کہلاتا تھا۔ ان دونوں سلطنتوں میں ہمیشہ سیاسی اختلافات کے علاوہ مذہبی اور فرقہ وارانہ اختلافات جاری رہے۔ مغربی سلطنت جس کا مرکز روم تھا وہ رومن کیتھولک کلیسا فرقے کی تھی اور مشرقی سلطنت، آرتھوڈوکس کلیسا فرقے کی تھی۔ آیا صوفیہ کا چرچ یہ آرتھوڈوکس کلیسیا کا عالمی مرکز تھا۔ (جہان دیدہ، مفتی تقی عثمانی)

مسیحی اہمیت: آیا صوفیہ مسیحیوں کے گروہ آرتھوڈوکس کا عالمی مرکز تھا، اس چرچ کا سربراہ جو بطریرک یا ''پیٹریارک'' کہلاتا تھا، اسی میں مقیم تھا، لہذا نصف مسیحی دنیا اس کو کلیسا کو اپنی مقدس ترین عبادتگاہ سمجھا کرتی تھی۔ آیا صوفیہ اس لحاظ سے بھی اہم تھا کہ وہ روم کے کیتھولک کلیسیا کے مقابلے میں زیادہ قدیم تھا۔ اس کی بنیاد تیسری صدی عیسوی میں اسی رومی بادشاہ قسطنطین نے ڈالی تھی جو روم کا پہلا عیسائی بادشاہ تھا اور جس کے نام پر اس شہر کا نام بیزنطیہ سے قسطنطنیہ رکھا گیا تھا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک یہ عمارت اور کلیسا پورے عالم عیسائیت کے مذہبی اور روحانی مرکز کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ مسیحیوں کا عقیدہ بن چکا تھا کہ یہ کلیسا کبھی ان کے قبضے سے نہیں نکلے گا۔ اس سے ان کی مذہبی اور قلبی لگاؤ کا یہ عالم ہے کہ اب بھی آرتھوڈوکس کا سربراہ اپنے نام کے ساتھ ''The Hear of the Church of the Constantinople'' یعنی ''سربراہِ کلیسائے قسطنطنیہ'' لکھتا آیا ہے۔ (حوالہ بالا)

تعمیر: قسطنطین نے اس جگہ ۳۶۰ء میں ایک لکڑی کا بنا ہوا کلیسا تعمیر کیا تھا۔ چھٹی صدی میں یہ کلیسا جل گیا تو اسی جگہ قیصر جسٹینین اول نے ۵۳۲ء میں اسے پختہ تعمیر کرنا شروع کیا اور اس کی تعمیر پانچ سال دس مہینے میں مکمل ہوئی۔ دس ہزار معمار اس کی تعمیر میں مصروف رہے اور اس پر دس لاکھ پاؤنڈ خرچ آیا۔ اس کی تعمیر میں قیصر نے دنیا کے متنوع سنگ مرمر استعمال کیے، تعمیر میں دنیا کے خاص مسالے استعمال کیے گئے۔ دنیا بھر کے کلیساؤں نے اس کی تعمیر میں بہت سے نوادر نذرانے کے طور پر پیش کیے۔ اور روایت ہے کہ جب جسٹینین اول اس کی تکمیل کے بعد پہلی بار اس میں داخل ہوا تو اس نے کہا: ''سلیمان میں تم پر سبقت لے گیا''۔ (نبی سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ بیت المقدس کی تعمیر پر تکبرانہ اور گستاخانہ جملہ تھا۔ نعوذ باللہ)

اسلامی فتح: جب ۱۴۵۳ء میں عثمانی سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا، اور بازنطینیوں کو شکست ہوگئی تو اس شہر کے مذہبی رہنماؤں اور راسخ العقیدہ عیسائیوں نے اسی کلیسا میں اس خیال سے پناہ لے لی تھی کہ کم از کم اس عمارت پر دشمن کا قبضہ نہیں ہوسکے گا۔ مشہور انگریز مؤرخ ایڈورڈ گبن منظرکشی کرتے ہوئے لکھتا ہے: گرجا کی تمام زمینی اور بالائی گیلریاں باپوں، شوہروں، عورتوں، بچوں، پادریوں، راہبوں اور کنواری ننوں کی بھیڑ سے بھر گئی تھی، کلیسا کے دروازوں کے اندر اتنا ہجوم تھا کہ ان میں داخلہ ممکن نہ رہا تھا۔ یہ سب لوگ اس مقدس گنبد کے سائے میں تحفظ تلاش کررہے تھے جسے وہ زمانہ دراز سے ایک ملأ اعلی کی لاہوتی عمارت سمجھتے آئے تھے۔ یہ سب ایک افترا پرداز الہام کی وجہ سے تھا جس میں یہ جھوٹی بشارت تھی کہ ''جب ترک دشمن اس ستون (قسطنطین ستون) کے قریب پہنچ جائیں گے تو آسمان سے ایک فرشتہ ہاتھ میں تلوار لیے نازل ہوگا اور اس آسمانی ہتھیار کے ذریعے سلطنت ایک ایسے غریب آدمی کے حوالے کردے گا جو اس وقت اس ستون کے پاس بیٹھا ہوگا۔''

(The Decline and fall of the Roman Empire Page:696-697)

لیکن ترک عثمانی فوج اس ستون سے بھی آگے بڑھ کر صوفیہ کلیسا کے دروازے تک پہنچ گئے، نہ کوئی فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور نہ رومیوں کی شکست فتح میں تبدیل ہوئی۔ کلیسا میں جمع عیسائیوں کا ہجوم آخر وقت تک کسی غیبی امداد کا منتظر رہا۔ بالآخر سلطان محمد فاتح اندر داخل ہوگئے، اور سب کے جان مال اور مذہبی آزادی کی ضمانت دی۔ فتح کے دن فجر کی نماز کے بعد سلطان محمد فاتح نے یہ اعلان کیا تھا کہ ''ان شاءاللہ ہم ظہر کی نماز آیا صوفیہ میں ادا کریں گے''۔ چنانچہ اسی دن قلعہ فتح ہوا اور اس سرزمین پر پہلی نماز ظہر ادا کی گئی، اس کے بعد پہلا جمعہ بھی اسی میں پڑھا گیا۔ قسطنطنیہ چونکہ سلطان کی طرف سے صلح کی پیشکش کے بعد بزور شمشیر فتح ہوا تھا، اس لیے مسلمان ان کلیساؤں کو باقی رکھنے کے پابند نہ تھے اور اس بڑے چرچ کے ساتھ جو توہمات اور باطل عقیدے وابستہ تھے انھیں بھی ختم کرنا تھا۔ اس لیے سلطان محمد فاتح نے اس چرچ کو مسجد میں تبدیل کرنے کا ارادہ کیا، چنانچہ اسے مال کے ذریعہ خریدا گیا، اس میں موجود رسموں اور تصاویر کو مٹادیا گیا یا چھپادیا گیا اور محراب قبلہ رخ کردی گئی، سلطان نے اس کے میناروں میں بھی اضافہ کردیا تھا۔ اس کے بعد یہ مسجد ''جامع آیا صوفیہ'' کے نام سے مشہور ہوگئی اور سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ تک تقریباً پانچ سو سال تک پنج وقتہ نماز ہوتی رہی۔

عمارت: آیا صوفیہ کے سامنے ایک خوبصورت چمن ہے، اس کے بعد اس کا مرکزی دروازہ ہے، دروازے کے دونوں طرف وہ پتھر نصب ہیں جہاں پہرہ دار کھڑے ہوتے تھے۔ اندر وسیع ہال ہے جو مربع شکل کا ہے، اس کی وسعت غلام گردش اور محراب کو چھوڑ کر جنوباً شمالاً ۲۳۵/فٹ ہے، بیچ کے گنبد کا قطر ۱۰۷/فٹ اور چھت کی اونچائی ۱۸۵/فٹ ہے۔ پوری عمارت میں ۱۷۰/ستون ہیں۔ چاروں کونوں پر مسلمانوں نے چھ ڈھالوں پر اللہ، محمدؐ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نہایت خوشخط لکھ کر لگایا ہوا ہے۔ اوپر چھت کی طرف بڑے بڑے خوبصورت روشندان بنے ہوئے ہیں۔ عمارت میں سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے، بیشمار تختیاں لگی ہوئی ہیں جن پر عربی خط میں لکھا اور نقش ونگار کیا گیا ہے۔

آیا صوفیہ میوزیم: آیا صوفیہ کی عمارت فتح قسطنطنیہ کے بعد سے ۴۸۱/سال تک مسجد اور مسلمانوں کی عبادت گاہ رہی۔ لیکن سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد جب مصطفیٰ کمال اتاترک ترکی کا سربراہ بنا، تو اس نے اس مسجد میں نماز بند کرکے اسے میوزیم (عجائب گھر) اور نمائش گاہ بنادیا اور کل تک یہ نمائش گاہ تھی اور آج سے دوبارہ مسجد بن گئی۔ الحمدللہ

مسجد بحالی کا مطالبہ: ۳۱/مئی ۲۰۱۴ء کو ترکی کی ''نوجوانان اناطولیہ'' نامی ایک تنظیم نے مسجد کے میدان میں فجر کی نماز کی مہم چلائی، جو آیا صوفیہ کو مسجد بحالی کے مطالبے پر مبنی تھی۔ اس تنظیم کا کہنا تھا کہ انھوں نے ڈیڑھ کروڑ لوگوں کی تائیدی دستخطوں کو جمع کیا ہے۔ لیکن اس وقت کے وزیر اعظم کے مشیر نے بیان دیا کہ ابھی آیا صوفیہ کو مسجد میں بحال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ستمبر ۲۰۱۸ء میں آئینی عدالت نے ایک غیر جانبدار تاریخی ورثہ ایسوسی ایشن کی جانب سے اس عمارت کو نماز کے لیے کھولنے کی درخواست کو مسترد کی تھی۔ ۱۹۹۴ء میں جب ترک صدر رجب طیب اردگان استنبول کے ناظم کا انتخاب لڑ رہے تھے، تو انھوں نے اس عمارت کو نماز کے لیے کھولنے کا وعدہ کیا تھا جبکہ ۲۰۱۸ء میں وہ یہاں قرآن کی تلاوت بھی کرچکے ہیں۔ اس کے بعد اسے دوبارہ مسجد بنانے کیلئے قانونی کارروائی شروع کی گئی۔ جس کا فیصلہ جمعرات کو سنایا جانا تھا۔ مگر عدالت نے فیصلہ محفوظ کردیا تھا۔ جسے کل سنایا گیا۔ واضح رہے کہ آیا صوفیہ دنیا کے چند مشہور سیاحتی مراکز میں سے ہے۔ ہر سال لاکھوں سیاح آیا صوفیہ کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ ۲۰۱۹ء میں ۳۸/لاکھ سیاحوں کے ساتھ ترکی کا معروف ترین مقام تھا۔ اردگان کا کہنا ہے کہ مسجد بحالی کے بعد اسے سیاحوں کیلئے بلا معاوضہ کھولا جائے گا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)